

ماہنامہ گوجر الوالد پاکستان

# الشعيرة

بیتنا دات  
الوعار زلمہ لاشی

بزرگ برحق شیخ الحدیث علامہ محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ أَبِي عَدِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

لَا يُقَدِّسُ اللَّهُ أُمَّةً

لَا يَقْضِي فِيهَا بِالْحَقِّ

وَيَأْخُذُ الضَّعِيفَ حَقَّهُ مِنْ

الْقَوِيِّ غَيْرِ مَتَّعٍ

(رواه الطبرانی ورجاله ثقات وجمع الزوائد للهيثمی ص ۲۰۹)

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ولایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کو پائیزگی سے ہمکنار نہیں کرتے جس میں حق کے ساتھ فیصلے نہ کیے جلتے ہوں اور کمزور آدمی طاقتور سے اپنا حق مشقت کے بغیر وصول نہ کر سکتا ہو

## مکان کیسا ہونا چاہیے؟

مسکن کے سلسلہ میں یہ ضروری ہے کہ وہ آدمی کو گرمی سردی کی شدت اور چوروں کے حملوں سے بچا سکے اور گھر والوں اور ان کے سامان کی حفاظت کر سکے ارفاق منزل کا صحیح مقصود یہی ہے۔ چاہیے یہ کہ مسکن کی تعمیر میں استحکام کے توکل و تکلف اور اس کے نقش و نگار میں اسراف بے جا سے احتراز کیا جائے اس کے ساتھ ساتھ مکان حد درجہ تنگ بھی نہ ہو۔ بہترین مکان وہ ہے جس کی تعمیر بلا تکلف ہوئی ہو۔ جس میں رہنے والے مناسب طور پر آرام و راحت کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ فضا وسیع و عریض ہو، ہوا دار ہو اور اسکی بلندی بھی متوسط درجہ کی ہو۔ مکان ہویا دیگر ضرورتیں ان سب کا مقصود تو یہ ہوتا ہے کہ پیش آمدہ ضرورتوں کو اس طور سے پورا کیا جائے جو طبع سلیم اور رسم صالح کے تقاضوں کے مطابق ہو لیکن بد قسمتی سے بعض لوگ شاندار عمارتیں بنوانے میں ہوائے نفس کے تابع ہوتے ہیں اور ان کی تعمیر میں نفسانی خوشی محسوس کرتے ہیں اور ان کو مقصود بالذات چیز سمجھتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قسم کے لوگ نہ تو دنیا کی کدو کاوش سے نجات پاسکتے ہیں اور نہ انہیں فتنہ قبر اور فتنہ محشر سے نجات مل سکے گی۔ (البدور البازخ مترجم ص ۱۲۳)

شاہ ولی اللہ دہلوی رضوی  
 آٹا، جی ٹی روڈ گوہر انوار  
 ۱۹۹۰ء تک مکمل ہوگا اور جنوری ۱۹۹۱ء سے  
 انشرا شروع ہوئے۔ صاحب خیر اس تعلیم قیدیوں پر مشتمل ہیں۔ اور  
 نیشنل بینک آف پاکستان سٹی براچ جی ٹی روڈ گوہر انوار میں یونیورسٹی  
 کے اکاؤنٹ ۱۳۵۸ میں عطیات جمع کروا کے اپنے ذخیرہ  
 آخرت میں اضافہ کریں۔

## قرآن کریم کے ماننے والوں کا فرضیہ

ہم پر جو قرآن کریم کو ماننے والے ہیں قطعی طور سے لازم ہے کہ ہم تمام اقوام عالم کے سامنے ثابت کر دیں کہ انسانیت کے ہاتھ میں قرآن کریم سے زیادہ درست اور صحیح کوئی پروگرام نہیں۔ پھر ہم پر یہ بھی لازم ہے کہ جو لوگ قرآن کریم پر ایمان لاچکے ہیں۔ ان کی جماعت کو منظم کیا جائے۔ خواہ وہ کسی قوم یا نسل سے تعلق رکھتے ہوں۔ ہم ان کی کسی اور حیثیت کی طرف نہ دیکھیں، بجز قرآن کریم پر ایمان لانے کے۔ پس ایسی جماعت ہی مخالفین پر غالب آئے گی۔ لیکن ان کا غلبہ انتقامی شکل میں نہیں ہوگا بلکہ ہدایت اور ارشاد کے طریق پر ہوگا جیسا کہ والد اپنی اولاد پر غالب ہوتا ہے۔ اب اس نظام کے خلاف جو بھی اٹھ کھڑا ہوگا وہ فنا کر دینے کے قابل ہوگا۔ (الہام الرحمن)

دنیا سے ظلم کو دور کیا جائے۔ چاہے کسی شکل میں ہو اور اسے دور کر کے قرآن کریم کی حکومت پیدا کی جائے۔ مثلاً ہمارے زمانے میں معاشی ظلم انتہا کو پہنچ چکا ہے اور یہاں عدم توازن کی وجہ سے عام لوگوں کی یہ حالت ہے کہ اکثر لوگ غذا نہ ملنے یا ناقص غذا ملنے کی وجہ سے مر رہے ہیں اور صحیح تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے اپنے انسانی فرائض ادا نہیں کر رہے اور نہ ادا کرنے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ انہیں اس حالت سے نکال کر ایسے حالات پیدا کرنا کہ وہ فکر معاش سے نجات پا کر اللہ کی یاد میں لگ سکیں۔ بہ اس شخص کا فرض ہے جو قرآن کریم کی تعلیم کو ماننا ہے۔ (جنگ انقلاب ص ۵۸۳)

نفاذ اسلام کے جدوجہد کا  
علمی و فکری ترجمان

# الشریعة

نومبر ۱۹۹۰ء

جلد ۱، جلد ۱، ۱۹۹۰ء، شمارہ ۹

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفحہ

## ابوعمار زاہد الراشدی

معاونین

ڈاکٹر نور محمد غفاری  
پروفیسر غلام رسول عدیم  
حافظ مقصود احمد ایم۔ اے  
حافظ عبید اللہ عابد  
حافظ محمد سرفراز خان مہر

بدل اشتراک

انڈیا ایک سالانہ ۱۰۰ روپے فی پرچہ ۱۰/۰۰ روپے  
امریکی ملک ۱ سالانہ پندرہ ڈالر  
یورپی ملک ۱ سالانہ دس پونڈ  
سعودی عرب ۱ سالانہ پچیس ریال  
عرب امارات ۱ سالانہ پچیس دہم

خط و کتابت کا پتہ

ادبیر ماہنامہ الشریعہ مرکزی جامع مسجد گورنمنٹ  
ٹریننگ کیمپ ۳۳۱ گورنمنٹ

رقوم کسی توسیل کے لیے  
(مولا نواز احمد انصاری)  
اکاؤنٹ نمبر ۱۵۹۹ حبیب بینک  
بازار تھانوالہ گورنمنٹ

مسعود اختر نے مسودہ پرنٹرز  
سیکٹر ڈی روڈ لاہور سے طبع کیا اور  
نومبر ۱۹۹۰ء میں شائع کیا۔

# بِسْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## شرعیات بل اور شرعیات کورٹ

قومی اسمبلی کے ارکان کی نازک ترین ذمہ داری

سینٹ آف پاکستان نے مولانا سمیع الحق اور مولانا قاضی عبداللطیف  
کا پیش کردہ شرعیات بل کم و بیش پانچ سال کی بحث و تمحیص کے بعد بالآخر  
متفقہ طور پر منظور کر لیا ہے۔ شرعیات بل ۸۵ء میں پارلیمنٹ کے ایوان  
کے سامنے رکھا گیا تھا۔ اسے عوامی رائے کے لیے مشہور کرنے کے  
علاوہ سینٹ کی مختلف کمیٹیوں نے اس پر طویل غور و خوض کیا اور سلاطی  
نظریاتی کونسل کے پاس بھی اسے بھجوا دیا گیا۔ شرعیات بل کی حیات اور مخالفت میں  
عوامی حلقوں میں بھی گرامر مباحث ہوئی۔ متعدد حلقوں کی طرف سے اس میں ترامیم  
پیش کی گئیں اور بلاآخر ترامیم کے ساتھ شرعیات بل کو متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نفاذ اسلام کی جدوجہد کے حوالے سے ۲۹ مئی  
قرارداد مقاصد کی منظوری اور ۳۱ مئی اسلام کرملک کا سرکاری مذہب قرار  
دیے جانے کے بعد یہ تیسرا اہم ترین واقعہ ہے۔ اول الذکر دو اقدامات کے  
ذریعہ ملک کی نظریاتی اور اسلامی حیثیت کے تعین کے ساتھ ساتھ اسلامی  
تعلیمات و احکامات کو قومی پالیسیوں کا سرچشمہ قرار دیا گیا تھا اور شرعیات بل  
ملک کے اجتماعی نظام میں اسلامی تعلیمات کے مطابق انقلابی عملی تبدیلیوں کا نقطہ آغاز ہے۔  
شرعیات بل سینٹ سے منظور ہونے کے بعد اب قومی اسمبلی کے غور پر آنے  
والا ہے اور اسے منظور کرنے کی ذمہ داری قومی اسمبلی کے ارکان کے لیے ایک  
کڑی آزمائش بن گئی ہے۔ ملک کے بعض حلقے اپنے گروہی مفادات اور اصولوں  
کی خاطر یقیناً شرعیات بل کی منظوری میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کریں گے  
بلکہ ان کوششوں کا آغاز بھی ہو گیا ہے لیکن قومی اسمبلی کے ارکان سے ہمیں یہ گزارش  
کریں گے کہ وہ گروہی، جماعتی اور طبقاتی مصلحتوں سے بالاتر ہو کر شرعیات بل  
کے منظور شدہ مسودہ کا مطالعہ کریں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے اپنے ضمیر کے

مطابق اس کے بارے میں فیصلہ کریں کیونکہ شریعت اسلامیہ کی بالادستی ایک مسلمان کے ایمان و عقیدہ کا مسئلہ بھی ہے اور اس کے لیے میدانِ حشر میں بارگاہِ ایزدی اور دربارِ مصطفویٰ صل اللہ علیہ وسلم میں جوابِ دہی کے مرحلے سے بھی گزرنا ہرگز ناہموار نہ تھا۔ اسلام کے حوالے سے شریعتِ بل کے علاوہ ایک اور اہم اور نازک مسئلہ بھی اس وقت قومی اسمبلی کے ارکان کے منیر کو دستک سے رہا ہے اور وہ ہے وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے مالیاتی امور کو مستثنیٰ رکھنے کا مسئلہ جو اس وقت قومی حلقوں میں سنجیدگی کے ساتھ زیر بحث ہے

وفاقی شرعی عدالت کم بیش دس سال قبل تشکیل دی گئی تھی اور اس کی ذمہ داریوں میں ملک میں رائج غیر اسلامی قوانین پر نظر ثانی کا کام بھی تھا لیکن بعض دیگر قوانین کی طرح مالیاتی قوانین کو دس سال کے لیے وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا اور اس امتیاز کی وجہ یہ بیان کی گئی تھی کہ اس دوران تبادلہ مالیاتی نظام ترتیب پا جائے تاکہ موجودہ غیر اسلامی سودی مالیاتی نظام کو یک نیت ختم کرنے کی صورت میں کوئی خلا نہ پیدا ہو اور مالیاتی نظام افزائتی اور ترقی کا شکار نہ ہو جائے۔ دس سال کی یہ میعاد جون ۹۰ء کے دوران ختم ہو چکی ہے جبکہ اسلامی نظریاتی کونسل علی اور بیرونی علماء اور ماہرین معیشت کی مشاورت اور راہنمائی سے سوڈ سے پاک معاشی نظام کا مکمل خاکہ ترتیب کر کے حکومت کے حوالے کر چکی ہے لیکن حکومتی حلقوں کا یہ رجحان ہے کہ آٹھ ماہ کے وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار سے مالیاتی امور کو مستثنیٰ رکھنے کی مدت میں مزید اضافہ کر کے موجودہ سودی نظام کو برقرار رکھنے کی فکر میں ہیں۔ اس مقصد کے لیے ارکانِ اسمبلی کو ہوا کر کے کی مہم جاری ہے اور یہ مسئلہ بھی قومی اسمبلی کے سامنے آنے والا ہے تو قومی اسمبلی کے ارکان کے سامنے اس مسئلہ کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے کہ سوڈ کو قرآنِ کریم نے صراحتاً حرام قرار دیا ہے بلکہ سوڈ کے لین دین کو خدا اور رسول کے خلاف جنگ سے تعبیر کیا ہے جبکہ موجودہ معاشی نظام کی بنیاد ہی سوڈ پر ہے اور اسلام کے عملی نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ ملک کے معاشی نظام کو سوڈ اور اس جسی خرابیوں سے کھیر پاک کر دیا جائے۔ اس لیے ہم قومی اسمبلی کے مقررہ ارکان سے گزارش کریں گے کہ وہ سوڈ پر جنی غیر اسلامی معیشت کو باقی رکھنے کی مہم کا ساتھ نہ دیں

بلکہ اس بات پر زور دیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی بنیاد پر سوڈ سے پاک معاشی نظام کو ملک میں بلا تاخیر رائج کیا جائے۔ بہر حال "شریعتِ بل" اور شریعتِ کورٹ کے اختیارات کا مسئلہ ارکانِ قومی اسمبلی کے منیر اور ایمان کے لیے چیلنج کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اگر انہوں نے ان دو مسائل کے سلسلہ میں دین و ایمان کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے کردار کا تعین کیا تو انکارِ عمل دنیا و آخرت میں انکی نیک نامی اور سرخروئی کا باعث ہوگا اور اگر وہ دنیا کی مصالحتوں اور گردہ پویا و طبقاتی مفادات کے حصار سے خود کو نکال سکے تو سوڈ پر امر اور شریعت کی بادشاہی سے انحراف کے اس بترین قومی جرم پر خطہ تعالیٰ کی طرف سے دنیاوی اور اخروی عذاب (العیاذ باللہ) کا سب سے پہلا اور بڑا ہدف وہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس رسوالی اور ذلت پوری قوم کو پناہ میں رکھیں آمین یا اللعالمین

**صوت العالم موت العالم**

ملک کے دینی حلقوں کے لیے یہ خبر انتہائی سنجیدہ و اہم کا باعث ہوگی کہ جامعہ غیر المدارس سلطان کے شیخ الحدیث حضرت مولانا علامہ محمد شرف کشمیری، مدرسہ معراج العلوم بزرگ کے شیخ الحدیث اور قومی اسمبلی کے سابق ممبر حضرت مولانا صدیق شہید اور دارالعلوم کبیر والہ کے استاد الحدیث حضرت مولانا محمد رفیع صاحب کا گذشتہ ماہ کے دوران انتقال ہو گیا ہے۔

بِنَاثَةِ وَاٰتِ السَّيِّدِ رَاجِعُونَ

تینوں بزرگوں کی علمی و تدریسی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے اور ان کی علمی ثقافت پر ملک کے دینی حلقوں کو اعتماد رہا ہے۔ آج کے تحفظ الرجال کے دور میں جبکہ تدریسی علم اور ملی ثقافت کا دائرہ دن بدن تنگ جا رہا ہے ان بزرگوں کا یکے بعد دیگرے رخصت ہوجانا علمی دنیا کے لیے بہت بڑا سانحہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کو کوٹِ جنت نصیب کریں، ان کے سپہندگان کو مہربان کی توفیق دیں اور تلامذہ کو ان کا علمی مشن جاری رکھنے کی توفیق سے نالاں فرمائیں۔ آمین یا اللعالمین۔

**اعتذار**

گونا گوت کی لڑائی اور ڈاکٹر فزڈار کے مناظرہ کی لڑوائی کسی وجہ سے شائع نہیں جاسکتی۔ آئندہ شائع میں ہمیشہ کی جگہ ملے گی۔ (ادارہ)

# نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء

سینٹ آف پاکستان نے مولانا سید الحق اور مولانا قاسم عبداللطیف کا پیش کردہ "شریعت بل" پانچ سال کی طویل بحث و تمحیص کے بعد ۱۳ مئی ۱۹۹۰ء کو متفقہ طور پر نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء کے عنوان کے ساتھ منظور کر لیا ہے۔ یہ بل ۱۳ جولائی ۸۵ء کو ایران بالا میں پیش کیا گیا تھا اور اس پر پانچ سال کے دوران متعدد کمیٹیوں نے کام کیا اور اسے سینٹ سیکریٹریٹ کی طرف سے عوام کی رائے معلوم کرنے کے لیے ششماہی کیا گیا۔ بل میں مختلف حلقوں کی طرف سے متعدد ترامیم پیش کی گئیں اور ترامیم سمیت سینٹ نے بل کا جو آخری سوردہ متفقہ طور پر منظور کیا ہے اس کا متن درج ذیل ہے۔

(اول) کسی ایسے معاملے سے متعلق جسے دستور میں دفاق قانون سازی کی فہرست یا مشترکہ قانون سازی کی فہرست میں شمار کیا گیا ہو یا کسی ایسے معاملے کے بارے میں جس کا تعلق دفاق سے ہو "دفاق حکومت" ہے، اور

(دوم) کسی ایسے معاملے سے متعلق جسے مذکورہ فہرستوں میں سے کسی ایک میں شمار کیا گیا ہو یا کسی ایسے معاملے کے بارے میں جس کا تعلق عربیہ سے ہو صوبائی حکومت ہے۔

(ب) شریعت کی تشریح و تفسیر کرنے وقت قرآن و سنت کی تشریح و تفسیر کے مسئلہ اصول و قواعد کی پابندی کی جائے گی اور رہنمائی کے لیے اسلام کے مسئلہ فقہاء کی تشریحات اور آراء کا لحاظ رکھا جائے گا جیسا کہ دستور کی دفعہ ۲۲۷ (۱) کی تشریح میں ذکر کیا گیا ہے۔

(ج) "عدالت" عدالت سے کسی عدالت عالیہ کے ماتحت کوئی عدالت مراد ہے۔ اس میں وہ ٹریبونل یا مقتدرہ شامل ہے جسے فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کی رو سے یا اس کے تحت قائم کیا گیا ہو۔

(د) "قرارداد مقاصد" سے مراد وہ قرارداد مقاصد ہے جس کا حوالہ دستور کے آرٹیکل ۲ (الف) میں دیا گیا ہے اور جس

ہر گاہ کہ قرارداد مقاصد کو، جو پاکستان میں شریعت کو بالادستی عطا کرتی ہے، دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء کے مستقل حصے کی حیثیت سے شامل کر لیا گیا ہے اور ہر گاہ کہ مذکورہ قرارداد مقاصد کے اغراض کو بروئے کار لانے کے لیے ضروری ہے کہ شریعت کے فی الفور نفاذ کو یقینی بنایا جائے۔

لذا حسب ذیل قانون بنایا جاتا ہے۔  
 مختصر عنوان، وسعت اور آغاز نفاذ  
 ۱) یہ ایکٹ نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

۲) یہ پورے پاکستان پر وسعت پذیر ہوگا۔  
 ۳) یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔  
 ۴) اس میں شامل کسی امر کا اطلاق غیر مسلموں کے شخصی قوانین پر نہیں ہوگا۔

۵) تعریفات: اس ایکٹ میں "آؤٹیکم" سے اس سے مختلف مطلب ہو، مندرجہ ذیل عبارات سے وہ مفہوم مراد ہے جو یہاں ترتیب وار دیا گیا ہے۔  
 (الف) "حکومت" سے مراد

کو در تقرر کے منصب میں درج کیا گیا ہے۔

(ز) "مترہ" سے مراد اس ایکٹ کے تحت مترہ ذمہ داری

(د) "مستند دینی مدرسہ" سے مراد پاکستان یا بیرون پاکستان کا وہ دینی مدرسہ ہے جو پرنسپل یا افسر تعلیم یا حکومت واسطے کے مطابق تسلیم کرتی ہو۔

(ه) "مفتی" سے مراد شریعت سے کما حقہ واقف وہ مسلمان

عالم ہے؟ جو کسی باقاعدہ دینی مدرسہ کا سند یافتہ اور تخصیصی لفظ

کی سند حاصل کر چکا ہو اور پانچ سال کی مستند دینی مدرسہ میں

علوم اسلامیہ کی تدریس یا افتاء کا تجربہ رکھتا ہو یا جو دس سال

تک کسی مستند دینی مدرسہ میں علوم اسلامیہ کی تدریس یا افتاء

کا تجربہ رکھتا ہو اور جسے اس قانون کے تحت شریعت کی تشریح

اور تعبیر کرنے کے لیے عدالت عظمیٰ، کسی عدالت عالیہ یا وفاقی

شرعی عدالت کی اجازت کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔

(۳) شرعی عدالت کی بالادستی، شریعت پاکستان کا اہل ذہن

قانون ہوگی اور اسے مذکورہ ذیل طریقے سے نافذ کیا جائے

گا اور کسی دیگر قانون، رواج یا دستور العمل میں شامل کسی امر کے

علیٰ الراسخ مؤثر ہوگی۔

(۴) عدالتیں شریعت کے مطابق مقدمات

کا فیصلہ کریں گے

(۱) اگر کسی عدالت کے سامنے یہ سوال اٹھا یا جائے کہ

کون قانون یا قانون کا کون حکم شریعت کے منافی ہے تو عدالت

اگر اسے اطمینان ہو کہ سوال غلط ہے، ایسے معاملات کی

نسبت جو دستور کے تحت وفاقی شرعی عدالت کے اختیار سمیت

کے اندر آتے ہوں وفاقی شرعی عدالت سے استفسار کرے

گی اور مذکورہ عدالت مقدمہ کار کیا کرے اور اس کا

جائزہ لے سکے گی اور امر تنقیح طلب کا ساتھ دن کے اندر اندر

فیصلہ کرے گی۔

مگر شرط یہ ہے کہ اگر سوال کا تعلق کسی

ایسے مسئلے سے ہو جو دستور کے تحت وفاقی شریعت

کونسل کے دائرہ اختیار سے باہر ہو تو عدالت

امرتنقیح طلب کرے۔

عدالت عالیہ کے حوالے کر دے گی

جو اس کا ساتھ دن کے اندر اندر فیصلہ کرے گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ عدالت کسی ایسے قانون یا قانون

کے حکم کی نسبت اس کے شریعت کے منافی ہونے یا نہ ہونے

کے بارے میں کسی سوال پر غور نہیں کرے گی جس کا وفاقی شرعی عدالت

یا عدالت عظمیٰ کی شرعی مرافضہ پنج پہلے ہی جائزہ لے چکی ہو اور اس

کے شریعت کے منافی نہ ہونے کا فیصلہ کر چکی ہو۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کا دوسرا فقرہ شرطیہ وفاقی شرعی عدالت

یا عدالت عظمیٰ کی شرعی مرافضہ پنج کی جانب سے دیے گئے کسی

فیصلے یا صادر کسی حکم پر نظر ثانی کرنے کے اختیار پر اثر انداز نہیں

ہوگا۔

(۳) عدالت عالیہ، خود اپنی ترمیم پر پاکستان کے کسی شرعی

یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی درخواست پر یا ذیلی دفعہ (۱)

کے پہلے فقرہ شرطیہ کے تحت اس سے کیے گئے کسی استفسار

پر اس سوال کا جائزہ لے سکی اور فیصلہ کر سکے گی کہ آیا کوئی مسلم

شخصی قانون کسی عدالت یا ٹریبونل کے ضابطہ کار سے متعلق

کوئی قانون یا کوئی اور متون جو وفاقی شرعی

عدالت کے دائرہ اختیار سے باہر ہو یا مذکورہ

متون کا کوئی حکم شریعت کے منافی ہے

یا نہیں۔

مگر شرط یہ ہے کہ سوال کا جائزہ لیتے ہوئے عدالت عالیہ

توضیح طلب سوال سے متعلقہ شعبہ کی تخصیصی ادارہ رکھنے والے

ماہرین میں سے جن کو وہ مناسب سمجھے کر طلب کرے اور ان کے

نقطہ نظر کی سماعت کرے گی۔

۴۔ جبکہ عدالت عالیہ ذیلی دفعہ (۲) کے تحت کسی قانون یا

قانون کے حکم کا جائزہ لینا شروع کرے اور اسے ایسا قانون یا قانون

کا حکم شریعت کے منافی معلوم ہو، تو عدالت عالیہ ایسے قانون کی

صورت میں جو دستور میں وفاقی نہت قانون سازی یا مشترکہ

نہت قانون سازی میں شامل کسی معاملے سے متعلق ہو وفاقی

حکومت کو یا کسی ایسے معاملے سے متعلق کسی قانون کی صورت

میں جو ان نہتوں میں سے کسی ایک میں بھی شامل نہ ہو صوبائی

حکومت کو ایک نوٹس دے گی جس میں ان خاص احکام کی

مرامت ہوگی جو اسے بائیں طور پر منافی معلوم ہوں اور مذکورہ عدالت کو اپنا نقطہ نظر عدالت عالیہ کے سامنے پیش کرنے کے لیے مناسب موقع دے گی۔

(۵) اگر عدالت عالیہ فیصلہ کرے کہ کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم شریعت کے منافی ہے تو وہ اپنے فیصلے میں حسب ذیل بیان کرے گی۔

(الف) اس کی مذکورہ رائے قائم کرنے کی وجہ

(ب) وہ عدالت تک ایسا قانون یا حکم بائیں طور پر منافی ہے اور (ج) اس تاریخ کا تعین جس پر وہ فیصلہ نافذ العمل ہوگا۔

مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کوئی فیصلہ اس معیار کے گزرنے سے پہلے جس کے اندر عدالت عظمیٰ میں اس کے خلاف اپیل داخل ہو سکتی ہو یا جبکہ اپیل بائیں طور داخل کر دی گئی ہو اس اپیل کے فیصلے سے پہلے نافذ العمل نہیں ہوگا۔

(۶) عدالت عالیہ کو اس دفعہ کے تحت اپنے دیے ہوئے فیصلے یا صادر کردہ کسی حکم پر نظر ثانی کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۷) اس دفعہ کی رو سے عدالت عالیہ کو عطا کردہ اختیار سماعت کو کم از کم تین ججوں کی کوئی بیخ استعمال کرے گی۔

(۸) اگر ذیلی دفعہ (۱) یا ذیلی دفعہ (۲) میں مولد کوئی سوال عدالت عالیہ کی ایک رکنی بیخ یا دورکنی بیخ کے سامنے اٹھے تو اسے کم از کم تین ججوں کی بیخ کے حوالے کیا جائے گا۔

(۹) اس دفعہ کے تحت کسی کارروائی میں عدالت عالیہ کے قطعی فیصلے سے نادم کوئی فریق مذکورہ فیصلے سے ساٹھ دن کے اندر عدالت عظمیٰ میں اپیل داخل کر سکے گا۔

مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپیل یا کسی صوبے کی طرف سے اپیل مذکورہ فیصلے کے چھ ماہ کے اندر داخل کی جاسکے گی۔

(۱۰) اس قانون میں شامل کوئی امر یا اس کے تحت کوئی فیصلہ اس قانون کے آغاز نافذ سے قبل کسی عدالت یا ٹریبونل یا مستعد کی طرف سے کسی قانون کے تحت دی گئی سزاؤں، دیے گئے احکام یا سزائے ہونے فیصلوں، منظور شدہ ڈگریوں، ذمہ کیے گئے فرائض، حاصل شدہ حقوق، کی گئی تشنصیات، وصول شدہ رقوم یا اعلان کردہ

حضور کی مجال عظمت و قادر شرافت و احسان  
رفقہ ذمہ داری کی ترجمان تھی۔ چلتے تو مضبوطی سے قدم  
جھا کر چلتے۔ ڈھیلے ڈھالے طریقے سے قدم کھسیٹ کر نہیں۔ ہون  
رہتا ہوا، دائیں بائیں دیکھے بغیر چلتے۔ قوت سے قدم کڑا گئے بڑھتے  
قوت میں آگے کی طرف قدم سے جھکاؤ ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا  
کہ اونچائی سے نیچے کو اتر رہے ہیں۔

قابل ادارتوں پر اثر انداز نہیں ہوگا۔

تشریح، اس ذیلی دفعہ کی فرض کے لیے "عدالت یا ٹریبونل"  
سے مراد اس قانون سے آغاز نافذ سے قبل کسی وقت کسی قانون یا دستور  
کی رو سے یا اس کے تحت قائم شدہ کوئی عدالت یا ٹریبونل ہوگی اور  
لفظ "مقتدرہ" سے مراد فی الوقت نافذ العمل کسی قانون کے تحت  
قائم شدہ کوئی مقتدرہ ہوگی۔

(۱۱) کوئی عدالت یا ٹریبونل بشمول عدالت عالیہ کسی زیر سماعت  
یا اس قانون کے آغاز نافذ کے بعد شروع کی گئی کسی کارروائی کو  
ممنوع اس بنا پر موقوف یا موقوف نہیں کرے گی کہ یہ سوال کیا گیا کوئی قانون  
یا قانون کا حکم شریعت کے منافی ہے یا نہیں عدالت عالیہ یا وفاقی  
شرعی عدالت کے سپرد کر دیا گیا ہے یا یکہ عدالت عالیہ نے اس  
سوال کا جائزہ لینا شروع کر دیا ہے اور ایسی کارروائی جاری رہے  
گی اور اس میں امر دریافت طلب کا فیصلہ فی الوقت نافذ العمل  
قانون کے مطابق کیا جائے گا۔ بشرطیکہ عدالت عالیہ ابتدائی سماعت  
کے بعد یہ فیصلہ نہ دے دے کہ زیر سماعت مقدمات کو عدالت کے  
فیصلے تک روک دیا جائے۔

(۱۲) شریعت کے خلاف احکامات دینے پر پابندی،  
انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت، وزیر اعظم اور  
وزیر اعلیٰ شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا اور اگر  
ایسا کوئی حکم دے دیا گیا ہو تو اسے عدالت عالیہ میں چیلنج  
کیا جاسکے گا۔

۶۔ عدالتی عمل اور احتساب، حکومت کے تمام  
عملی دستور کے تابع رہتے ہوئے اسلامی نظام انصاف کے پابند  
ہوں گے اور شریعت کے مطابق عدالتی احتساب سے بالاتر نہیں ہوں گے۔

(۶) علماء کو جج اور معاونین عدالت مقرر

کیا جاسکے گا۔ (۱) ایسے بجز بھلا اور مستند علماء جو اس قانون کے تحت منی مقرر کیے جانے کے اہل ہوں عدالتوں کے ججوں اور معاونین عدالت کے طور پر مقرر کیے جانے کے بھی اہل ہوں گے۔

(۲) ایسے اشخاص جو پاکستان یا بیرون ملک اس مقصد کے لیے متعلقہ حکومت کے تسلیم شدہ اسلامی علوم کے معروف اداروں اور مستند دینی مدارس سے شریعت کا راسخ علم رکھتے ہوں فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون میں شامل کسی امر کے باوجود شریعت کی تشریح اور تعبیر کے لیے عدالت کے سامنے اس مقصد کے لیے وضع کیے جانے والے قواعد کے مطابق پیش ہونے کے اہل ہوں گے۔

(۳) صدر چیف جسٹس عدالت عالیہ کے مشورے سے ذیلی دفعہ (۱) کی غرض کے لیے قواعد مرتب کرے گا جن میں ججوں اور عدالتوں میں معاونین عدالت کی حیثیت سے تقرر کے لیے مطلوبہ اہلیت اور تجربہ کی وضاحت ہوگی۔

(۴) ایسے اشخاص جو بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد یا کسی دیگر یونیورسٹی سے قانون اور شریعت میں گریجویٹ یا پوسٹ گریجویٹ ڈگریاں رکھتے ہوں فی الوقت نافذ العمل کسی دیگر قانون میں شامل کسی امر کے باوجود اس غرض کے لیے حکومت کے وضع کردہ قواعد کے مطابق ایڈووکیٹ کی حیثیت سے اندراج کے اہل ہوں گے۔

(۵) اس دفعہ کے احکام کسی طور پر بھی قانون پیشہ اشخاص اور مجالس و کلاہ سے متعلق قانون کے تحت اندراج شدہ وکلاء کے مختلف عدالتوں، ٹریبونوں اور دیگر مقدرات منظور عدالت عملی کسی عدالت عالیہ یا دفاتر شرعی عدالت میں پیش ہونے کے حق پر اثر انداز نہیں ہوں گے۔

۸۔ مفتیوں کا تقرر (۱) صدر چیف جسٹس پاکستان یا چیف جسٹس دفاتر عدالت اور چیف مین اسلام آباد ٹریبونل کو نسل کے مشورہ سے جس طرح وہ مناسب تصور کرے ایسے اور اتنے مفتیوں کا تقرر کرے گا جو عدالت عملی عدالت عالیہ اور دفاتر شرعی عدالت کی شریعت کے احکام کی تعبیر و تشریح میں امانت کے لیے مطلوب ہوں۔

(۲) ذیلی دفعہ (۱) کے تحت مقرر کردہ کوئی مفتی صدر کی خانگی کے دوران اپنے عہدہ پر فائز نہیں ہوگا اور اس کا عہدہ فی الوقت

کس نائب اٹارنی جنرل برائے پاکستان کے برابر ہوگا۔

(۳) مفتی کا یہ فرض ہوگا کہ وہ حکومت کو ایسے قانونی نوٹس کے بارے میں جن پر شریعت کی تشریح و تعبیر درکار ہو مشورہ دے اور ایسے دیگر فرامین انجام دے جو حکومت کی طرف سے اس کے پیش دیے گئے کو تفریق کے جائز اور اسے حق حاصل ہوگا کہ اپنے فرامین کی کاپیوں میں عدالت عملی اور عدالت عالیہ میں جب کہ وہ اس قانون کے تحت اختیار سماعت استعمال کر رہی ہوں اور دفاتر شرعی عدالت میں ہونے کے لیے پیش ہو۔

(۴) کوئی مفتی کسی فریق کی وکالت نہیں کرے گا بلکہ اس کے متعلق اپنی وکالت کے مطابق شریعت کے حکم بیان کرے گا، اس کی توضیح، تشریح و تعبیر کرے گا اور شریعت کی تشریح کے بارے میں اپنا تحریری بیان عدالت میں پیش کرے گا۔

(۵) حکومت پاکستان کی وزارت قانون و انصاف مفتیوں کے بارے میں انتظامی امور کی ذمہ دار ہوگی۔

(۹) شریعت کی تدریس و تربیت، (۱) مملکت اسلامی قانون کے مختلف شعبوں میں تعلیم و تربیت کے لیے نوٹز، انتظامات کرے گی تاکہ شریعت کے مطابق نظام عمل کے لیے تربیت یافتہ افراد دستیاب ہو سکیں۔

(۲) مملکت نامت مدلیہ کے ارکان کے لیے دفاتر جوڈیشل اکادمی اسلام آباد اور اس طرح کے دیگر اداروں میں سرکارتی فہم اور اصول فقہ کی تدریس و تربیت نیز باقاعدہ و تفصیل سے تجدیدی پروگراموں کے انعقاد کے لیے نوٹز انتظامات کرے گی۔

(۳) مملکت پاکستان کا بلوچستان سرکارتی فہم کے فقہ اور اصول فقہ کے جامع اسباق کو نصاب میں شامل کرنے کے لیے نوٹز اقدامات کرے گی۔

(۱۰) معیشت کو اسلامی بنانا، (۱) مملکت اسلامی کو یعنی بنانے کے لیے اقدامات کرے گی کہ پاکستان کے معاشی نظام کی تعمیر اجتماعی مدلیہ کے اسلامی معاشی اصولوں، اقدار اور ترجیحات کی بنیاد پر کی جائے اور دولت کا سنے کے ان تمام ذرائع پر پابندی ہو جو خلاف شریعت ہیں۔

(۲) صدر اس قانون کے آغاز نفاذ کے ساٹھ دن کے اندر ایک مستقل کمیشن مقرر کرے گا جو ماہرین معاشیات علماء اور منتخب

فائندگان پارلیمنٹ پر مشتمل ہر گاجن کو وہ موزوں تصور کرے اور ان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گا۔

(۳) کمیشن کے چیئرمین کو حسب ضرورت مشیر مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۴) کمیشن کے کاروائیوں کے منصوبے ذیل ہوں گے:

(الف) معیشت کو سلاطین بنانے کے عمل کی نگرانی کرنا اور عدم تعمیل کے معاملات و وفاقی حکومت کے علم میں لانا۔

(ب) کسی مایاتی قانون یا معمولات اور فیصلوں کے مانڈ کرنے اور وصول کرنے سے متعلق کسی قانون یا بنکار کا اور بحیرہ کے عمل

اور طریقہ کار کو اسلام سے ہم آہنگ کرنے کے لیے سفارش کرنا۔

(ج) دستور کے آرٹیکل ۳۸ کی روشنی میں عوام کی سماجی اور

معاشی فلاح و بہبود کے حصول کے لیے پاکستان کے معاشی نظام

میں تبدیلیوں کی سفارش کرنا اور

(د) ایسے طریقے اور اقدامات تجویز کرنا جن میں ایسے موزوں

تبادلات شامل ہوں جن کے ذریعے وہ نظام معیشت نافذ کیا

جاسکے جسے اسلام نے پیش کیا ہے۔

(۵) کمیشن کی سفارشات پر مشتمل ایک جامع رپورٹ اس کے

تقریر کی تاریخ سے ایک سال کی مدت کے اندر وفاقی حکومت

کو پیش کی جائے گی اور اس کے بعد کمیشن حسب ضرورت وقتاً فوقتاً

اپنی رپورٹیں پیش کرتا ہے گا۔ البتہ سال میں کم از کم ایک رپورٹ پیش

کرنا لازمی ہوگا۔ کمیشن کی رپورٹ حکومت کو موصول ہونے کے

۳ ماہ کے اندر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور تمام صوبائی اسمبلیوں

کے سامنے بحث کے لیے پیش کی جائے گی۔

(۶) کمیشن کو ہر لحاظ سے جس طرح وہ مناسب تصور کرے اپنی

کارروائی کے انعام اور اپنے طریقہ کار کے انضباط کا اختیار ہوگا۔

(۷) جملہ انتظامی مقدمات، ادارے اور مقامی حکام کمیشن کی

امانت کریں گے۔

(۸) وزارت خزانہ حکومت پاکستان کمیشن سے متعلق انتظامی

امور کی ذمہ دار ہوگی۔

(۹) ذرائع ابلاغ عامہ اسلامی اقدار کو فروغ

دیں گے، مملکت کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ ایسے

مؤثر اقدام کرے جن کے ذریعے ذرائع ابلاغ مار سے سلاطین

اقدار کو فروغ ملے نیز نشر و ابلاغ کے ہر ذریعہ سے خلاف شعریات

پر دوگرام نمائش اور سکوات کی اشاعت پر پابندی ہوگی۔

(۱۲) تعلیم کو اسلامی بنیاد: (۱) مملکت اسلامی معاشرہ

کی حیثیت سے جامع اور متوازن ترقی کے لیے مؤثر اقدامات کرے

گی تاکہ اس امر کو یقین بنایا جاسکے کہ پاکستان کے نظام تعلیم و تدریس

کی اساس اسلامی اقدار پر ہو۔

(۲) صدر مملکت اس قانون کے آغاز و نفاذ سے ساتھ ساتھ

اندر تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لیے

ایک کمیشن مقرر کرے گا جو ماہرین تعلیم، ماہرین ابلاغ عامہ، علماء و

مفتیان فائندگان پارلیمنٹ پر مشتمل ہوگا جن کو وہ موزوں تصور کرے

اور ان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گا۔

(۳) کمیشن کے چیئرمین کو حسب ضرورت مشیر مقرر کرنے کا اختیار ہوگا۔

(۴) کمیشن کے کاروائیوں کے منصوبے یہ ہوں گے:

(الف) دفعہ ۱۱ اور اس دفعہ کی ذیلی دفعہ (۱) میں تذکرہ مقصد

کے حصول کے لیے پاکستان کے تعلیمی نظام اور ذرائع ابلاغ کا جائزہ

لے اور اس بارے میں سفارشات پیش کرے۔

(ب) تعلیم اور ذرائع ابلاغ کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کے

عمل کی نگرانی کرے اور عدم تعمیل کے معاملات و وفاقی حکومت

کے علم میں لائے۔

(۵) کمیشن کی سفارشات پر مشتمل ایک جامع رپورٹ اس کے

تقریر کی تاریخ سے ایک سال کی مدت کے اندر وفاقی حکومت

کو پیش کی جائے گی اور اس کے بعد کمیشن حسب ضرورت وقتاً فوقتاً

اپنی رپورٹیں پیش کرتا ہے گا۔ البتہ سال میں کم از کم ایک رپورٹ پیش

کرنا لازمی ہوگا۔ کمیشن کی رپورٹ حکومت کو موصول ہونے کے

تین ماہ کے اندر پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں اور تمام صوبائی

اسمبلیوں کے سامنے بحث کے لیے پیش کی جائے گی۔

(۶) کمیشن کو ہر لحاظ سے جس طرح وہ مناسب تصور کرے

اپنی کارروائی کے انعام اور اپنے طریقہ کار کے انضباط کا اختیار ہوگا۔

(۷) جملہ انتظامی مقدمات، ادارے اور مقامی حکام کمیشن کی

امانت کریں گے۔

(۸) وزارت تعلیم حکومت پاکستان اس کمیشن سے متعلق انتقالی امر کی ذمہ داریوں کو

(۱۳) عمال حکومت کے لیے شریعت کی پابندی

انتظامیہ، عدلیہ اور مفتی کے تمام مسلمان ارکان کے لیے فرائض شریعت کی پابندی اور کبار سے اجتناب لازم ہوگا۔

(۱۴) قوانین کی تعبیر شریعت کی روشنی میں

کی جائے گی۔ اس قانون کی غرض کے لیے

(اول) قانون موضوعہ کی تشریح و تعبیر کرتے وقت، اگر ایک سے زیادہ تشریحات اور تعبیرات ممکن ہوں تو عدالت کی طرف سے اس تشریح و تعبیر کو اختیار کیا جائیگا جو اسلامی اصولوں اور فقہی قواعد و ضوابط اور اصول ترجیح کے مطابق ہوا اور

(دوم) جب کہ دو اور دو سے زیادہ تشریحات و تعبیرات مساوی طور پر ممکن ہوں تو عدالت کی طرف سے اس تشریح و تعبیر کو اختیار کیا جائے گا جو اسلامی احکام اور دستور میں بیان کردہ حکمت عملی کے اصولوں کو فروغ دے۔

(۱۵) بین الاقوامی مال ذمہ داریوں کا تسلسل: اس قانون کے احکام

یا اس کے تحت دیے گئے کسی فیصلے کے باوجود اس قانون کے نفاذ سے پہلے کسی قومی ادارے اور بیرونی ایجنسی کے درمیان یا مذکورہ

مال ذمہ داریوں اور کیے گئے معاہدے موثر، لازم اور قابل عمل رہیں گے۔

تشریح: اس دفعہ میں قومی ادارے کے الفاظ میں ذاتی

حکومت یا کوئی صوبائی حکومت، کوئی قانونی کارپوریشن، کوئی ادارہ

تجارتی ادارہ اور پاکستان میں کوئی شخص شامل ہوں گے اور

”بیرونی ایجنسی“ کے الفاظ میں کوئی بیرونی حکومت کوئی بیرونی

ادارہ، بیرونی سرمایہ منڈی بشمول بنک اور کوئی بھی قرض دینے والی

بیرونی ایجنسی بشمول کسی شخص کے شامل ہوں گے۔

(۱۶) موجودہ ذمہ داریوں کی تکمیل: اس قانون میں

شامل کوئی امر یا اس کے تحت کوئی دیا گیا فیصلہ کسی ماند کردہ مال

ذمہ داری کی باضابطگی پر اثر انداز نہیں ہوگا بشمول مال ذمہ داریوں کے

جو دفاتر حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا کسی مال یا قانونی کارپوریشن

یا دیگر ادارے نے کسی دستاویزات کے تحت واجب کی ہوں

یا اس کی طرف سے کی گئی ہوں، خواہ وہ معاہداتی ہوں یا بصورت دیگر ہوں یا ادائیگی کے وعدے کے تحت ہوں اور یہ تمام ذمہ داریوں کے وعدے اور مالی پابندیاں قابل عمل لازم اور موثر رہیں گی۔

(۱۷) قواعد متعلقہ حکومت، سرکاری جریدے میں اعلان

کے ذریعے اس قانون کی اغراض کی بجائے اس کے لیے وضع کیے گئے

### بقیہ: نو سالہ ماہ

ایک مسئلہ یہ بھی ہے۔ ان دانشوروں نے اس روایت کے انکار کے لیے یہ مفروضہ قائم کر دیا کہ نوسالہ لڑکی بالغ اور ماں کیسے بن

سکتی ہے لیکن جب یہ دانشور اخبارات کی زبانی اور تصاویر کی

روشنی میں نوسالہ لڑکی کے نہ صرف بالغ ہونے بلکہ صحت مند بچے کو جنم

کرنا بن جانے کی خبر پڑھتے تھے تو اسے تسلیم کرنے میں انہیں ذرا

بھی تھک نہیں ہوتی۔ توں ہو سکتا ہے کہ اس کا بڑا اعتراف کر

لیتے ہیں۔ کسی قسم کا کوئی اشکال کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتے نہ

اخباری پورٹروں کو کو سا جاتا ہے نہ صورتوں کو بڑا لگتا ہے مگر جب

یہ لکھ اس سے کہ بات اگر کسی حدیث میں پڑھتے ہیں تو قیامت پرا

ہر جاتی ہے، اسی عمر کو گالیاں دی جاتی ہیں، حدیث کی اصلاح کا

مشورہ دیا جاتا ہے، اسی سزا کی کڑی لگائی جاتی ہے۔ ملا اور

ملائی کے خلاف ایک طوفان بد تمیزی برپا کر دیا جاتا ہے۔

آؤ اس فنکار کا مقصد کیا ہے؟ کیا بات ہے کہ اخبار کا خبر

بلاچون در پاران ل جائے اور کتب احادیث کی تکذیب کر دی جائے

کیا اس کا مان مقصد یہ نہیں کہ اہل اسلام کے قلوب سے

احادیث اور محدثین کی عظمت و وقعت گرا دی جائے مسائل و

احکام میں من مانی کی اجازت دی جائے اور قرآن کی تشریح میں

بر شخص کو آزاد کر دیا جائے! سوچئے اس کا انجام کیا ہوگا۔

اللہ سب کو عقل سلیم اور قلب صحیح نصیب فرمائے۔ آمین۔

### شریعت بدل کیا ہے؟

شریعت بل کی حمایت اور مخالفت کے حوالے سے قومی حلقوں

میں برنحوالی بحث کا ایک حقیقت پسندانہ اور معلومات فراخ نظر

مدیر اور شریعت کے قلم سے

آئندہ شمار میں ملائندہ قلمی خدمات پیش نظر ہوں گے۔ مطلوبہ تعداد

بے شک ملے گی۔

موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق ایک عظیم علمی منصوبہ

## شاہ ولی اللہ یونیورسٹی

### پروگرام اور عزائم

ایسے نظام تعلیم کی بنیاد رکھنی چاہیے جس کے ذریعہ ایک طرف نئی نسل کو معیاری جدید تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا جائے اور دوسری طرف دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء کو جدید علوم اور ضروریات سے اس حد تک بہرہ ور کر دیا جائے کہ وہ ملک کے اجتماعی نظام میں بھی مؤثر طور پر شریک ہو سکیں۔ میاں صاحب نے آج سے پانچ سال قبل اپنے نفاذ کے سامنے یہ تجویز پیش کی جسے قبول کر لیا گیا۔ شہر کی بزرگ علمی شخصیات شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان مصدق اور مولانا صوفی عبدالحمید سواتی کے سامنے تجویز رکھی گئی۔ انہوں نے بھی اسے پسند کیا اور اپنے بھرپور تعاون اور سرپرستی کا یقین دلایا۔ یونیورسٹی کے لیے مختلف نام سامنے آئے اور برصغیر پاک و ہند کے عظیم منکر شاہ ولی اللہ دہلوی کے نام پر اس تعلیمی ادارہ کا نام "شاہ ولی اللہ یونیورسٹی" تجویز کر لیا گیا۔ اس کے لیے جی ٹی روڈ پر لاہور کی جانب قلعہ چند بانئ پاس چوک سے دو فرلانگ آگے ریلوے لائن کے ساتھ اٹارہ میں تھوڑی تھوڑی کر کے بتدریج زمین خریدی گئی جو اب ساڑھے بیس ایکڑ یعنی دو سو ساٹھ کنال برچکی ہے۔ شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے تعلیمی نصاب اور نظام کی ترتیب کے لیے قسز علماء، مولکدار اور پروفیسر صاحبان پر مشتمل "تعلیمی کمیٹی" کام کر رہی ہے جس کے

### رپورٹ

گوجرانوالہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نام سے پرائیویٹ اسلامی یونیورسٹی کے قیام کا منصوبہ جو کچھ عرصہ پہلے تک محض ایک خواب نظر آتا تھا اب جمعیت اہل السنۃ کے باہمت راہنماؤں کی مسلسل محنت اور لگ دو دو کے نتیجے میں زندہ حقیقت کا روپ اختیار کر رہا ہے اور شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے لیے نہ صرف جی ٹی روڈ پر گوجرانوالہ سے لاہور کی جانب اٹارہ کے پاس دو سو ساٹھ کنال جگہ حاصل کر لی گئی ہے بلکہ اس پر تعمیر کا کام بھی شروع ہو چکا ہے۔ یہ ساری زمین قیماً خریدی گئی ہے اور اب تک زمین کی خریداری اور دیگر تعمیراتی و انتظامی اخراجات پر چالیس لاکھ روپے کے قریب رقم خرچ ہو چکی ہے جو گوجرانوالہ کے غیر مسلموں کے تعاون سے حاصل ہوئی ہے۔

پرائیویٹ اسلامی یونیورسٹی قائم کرنے کا خیال سب سے پہلے جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ گوجرانوالہ کے صدر الحاج میاں رفیق کے ذہن میں آیا جو شہر کے معروف صنعت کار ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب تک ملک کے انتظامی اور تعلیمی شعبوں میں اسلامی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور افراد کلیدی عہدوں پر نہیں آئیں گے اس وقت نہ تو موجودہ نظام کی اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ ہی اسلامی قوانین و اقدار کے نفاذ کی طرف کوئی عملی پیش رفت ممکن ہے اس لیے ہمیں سکولز کالجوں اور دینی مدارس کے روایتی انداز سے ہٹ کر ایک

سربراہ مولانا زاہد الراشدی ہیں اور اس میں مولانا مفتی محمد عیسیٰ پروفیسر میاں محمد اکرم، پروفیسر غلام رسول مدیم ڈاکٹر محمد اقبال لون، پروفیسر عبدالرحیم رحمان، پروفیسر حافظ عبید اللہ عابدہ، قاری گلزار احمد قاسمی، مفتی فخر الدین عثمانی ارشد میر ایڈووکیٹ اور میاں محمد عارف ایڈووکیٹ شامل ہیں تعلیمی کمیٹی نے تعلیمی نظام اور نصاب کا جو خاکہ بنایا ہے اس کے مطابق مندرجہ ذیل شعبے رکھے گئے ہیں

● تعلیمی کام کا آغاز کالج سے کیا جائے گا جس میں میٹرک پاس طلبہ لیے جائیں گے اور انہیں چار سال میں بی۔ اے کا مروجہ نصاب پڑھایا جائے گا۔ اس نصاب میں عربی اور اسلامیات کا کورس از سر زومرت کیا جائے گا اور تمام تر نظام آفاقی ہوگا یعنی طلبہ کو ۲۴ گھنٹے یونیورسٹی میں رہنا ہوگا۔ اس ضمن میں تعلیمی کمیٹی کا ہدف یہ ہے کہ طالب علم چار سال میں اچھے نمبروں کے ساتھ بی۔ اے پاس کرنے کے علاوہ عربی اور اسلامیات میں اس قدر مہارت حاصل کرے کہ قرآن و سنت سے براہ راست استفادہ کی صلاحیت اس میں پیدا ہو جائے اور اس کے ساتھ ایسا تربیتی نظام رکھا جائے کہ وہ ایک سچا، بااخلاق اور باکردار مسلمان ثابت ہو۔

● دینی مدارس کے طلبہ کے لیے دو شعبے رکھے گئے ہیں۔ ایک یہ کہ دینی مدارس کے فارغ التحصیل علماء میں سے جو حضرات عمر اور ذہانت کے مطلوبہ معیار پر پورے اترتے ہوں انہیں پانچ سالہ کورس کے ذریعے مقابلہ کے امتحان کے لیے تیار کیا جائے گا تاکہ وہ سول سروسز میں جاسکیں اور جو فضلاء اس معیار پر پورے نہ اترتے ہوں انہیں انگریزی، تاریخ، پبلک ڈیننگ اور دوسری ضروریات پر مشتمل دو سالہ کورس کرا کے کسی ایک مضمون میں ایم۔ اے کا امتحان دلایا جائے گا

● گریجویٹ طلبہ کے لیے مختلف مضامین میں ایم۔ اے کے امتحان کی تیاری کا اہتمام کیا جائے گا۔

● فقہ، حدیث، تفسیر، تاریخ، ادب عربی اور دیگر مضامین میں تخصص (پیشلارزیشن) کی کلاسیں شروع کی جائیں گی۔

● تاجروں، وکلاء اور ملازمت پیشہ طبقات کے لیے ان کی سہولت کے مطابق خصوصی اسلامی کورسز کا اہتمام کیا جائے گا۔

● جب تک شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کی اپنی اسناد علی اورین الاقوامی سطح پر تسلیم نہیں ہو جاتی اس وقت تک امتحانات مروجہ سسٹم کے مطابق بورڈ اور پنجاب یونیورسٹی کے ذریعے دوائے جائیں گے اور اسناد منظر ہو جانے کے بعد نیا نظام وضع کیا جائے گا۔

یونیورسٹی کی تعمیر کے لیے آرکیٹیکٹس کی معروف فرم "سلیم ایبوسسی ایٹس قرطبہ" جو کلابورڈ کے ساتھ ملجاہد معاہدے پانگیا ہے اور فرم نے یونیورسٹی کا ماسٹر پلان مرتب کر دیا ہے جس کے مطابق ایک انتظامی بلاک، چھ تعلیمی بلاک، دو ہسٹل، ایک مسجد، تین سٹاف کالونیاں دو آڈیٹوریم، ایک بڑی لائبریری اور دیگر ضروریات کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ تمام تعلیمی بلاک دو منزلہ ہوں گے اور ہر بلاک میں اٹھارہ کلاس رومز اور اساتذہ کے پندرہ کمرے ہوں گے۔

اس وقت تک اٹھارہ ریلوے سٹراک سے یونیورسٹی تک پختہ سڑک تعمیر ہو چکی ہے جس کے لیے ضلع کونسل کے چیئرمین رانا نذیر احمد ایم این اے نے خصوصی نظری دی ہے اور آفس بلاک کی تعمیر بھی مکمل ہو گئی ہے جس میں ایک آفس، ایک میٹنگ روم اور تعمیری سامان کے دو گروڈام شامل ہیں جبکہ پچھلے تعلیمی بلاک کی بنیادوں کی

کھدائی مکمل ہونے کے بعد عجمانی کا کام جاری ہے۔  
 آرکیٹیکٹ کے بتائے ہوئے اندازے کے مطابق ایک  
 بلاک پر کم و بیش ستر لاکھ روپے خرچ ہوں گے اور ایک  
 سال میں اس کی تعمیر مکمل ہوگی جبکہ انتظامیہ کا پروگرام یہ ہے  
 کہ سالِ رواں کے اختتام تک بلاک کی تعمیر مکمل کر کے  
 جنوری ۹۱ء سے ایف۔۱ء کی کلاسوں کا باقاعدہ آغاز  
 کر دیا جائے گا ان شاء اللہ العزیز۔

انتظامیہ نے یونیورسٹی کے تمام اخراجات اصحابِ  
 خیر کے تعاون سے پورے کرنے کا عزم کر رکھا ہے اور  
 بطور پالیسی یہ بات طے کر لی گئی ہے کہ کسی قسم کی کاری  
 گرانٹ حاصل نہیں کی جائے گی البتہ نصاب کی بہتری اور  
 اسناد کی منظوری جیسے ضروری امور کے لیے حکومتی عملوں کا  
 تعاون حسبِ ضرورت حاصل کیا جائے گا۔

گوجرانوالہ کے اصحابِ خیر کی دلچسپی اور تعاون  
 حوصلہ افزا ہے اور زمرنہ یہ کہ اب تک خرچ ہونے والے  
 چالیس لاکھ روپے کی کم و بیش ساری رقم گوجرانوالہ کے  
 اصحابِ خیر نے فراہم کی ہے بلکہ آئندہ سال کے بجٹ  
 کے لیے رمضان المبارک کے دوران انتظامیہ کے سرکردہ  
 حضرات نے شہر کا دورہ کیا تو گوجرانوالہ کے زندہ دل خیروں  
 نے بھرپور تعاون کا اظہار کیا۔ مختلف حضرات نے تعلیمی  
 بلاک میں اپنی طرف سے ایک ایک کمرہ بنانے کا وعدہ  
 کیا ہے جبکہ کلاس روم کی تعمیر کا تخمینہ نوے ہزار روپے  
 اور چھوٹے کمرہ کا تخمینہ پینتالیس ہزار روپے لگا گیا ہے  
 بعض حلقوں نے یونیورسٹی میں مسجد کی تعمیر کا وعدہ کیا ہے  
 جو آٹھ کنال کے رقبہ میں تعمیر کی جا رہی ہے اور بیشتر حضرات  
 نے نقد فنڈ کی صورت میں معقول حصہ ڈالا ہے۔ ایک  
 مختصر اندازے کے مطابق ایک بلاک کی تعمیر کے اخراجات  
 میں سے نصف کا مارگٹ حاصل ہو چکا ہے اور بقیہ

کے لیے سہم جاری ہے۔

یونیورسٹی کے انتظامات کے لیے ایک باقاعدہ ٹرسٹ  
 بنایا جا رہا ہے۔ اس کی تشکیل کے لیے مختلف ٹرسٹ اداروں  
 کے قواعد و ضوابط حاصل کیے گئے ہیں جن کی روشنی میں  
 "شاہ ولی اللہ یونیورسٹی ٹرسٹ" کے اصول اور قواعد تصویب  
 مرتب کیے جا رہے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ سالِ رواں کے  
 اختتام تک ٹرسٹ کی باقاعدہ تشکیل مکمل ہو جائے گی۔

یونیورسٹی کا نظریاتی تعلق اہل السنۃ والجماعت سے  
 ہے اور اس کے تمام مذہبی معاملات شاہ ولی اللہ رحمہ  
 اللہ اور ان کے عظیم علمی خاندان کی تعلیمات کی روشنی  
 میں طے ہوں گے۔ اس کے علاوہ یونیورسٹی پر کسی فرقہ یا مذہب کا  
 مکتب فکر کی چھاپ نہیں ہوگی اور "شاہ ولی اللہ یونیورسٹی"  
 فرقہ بندی کی مروجہ حدود سے بالاتر ہو کر قرآن و سنت  
 اور اہل سنت اور خاندانہ دلی الہامی کی تعلیمات کی روشنی میں  
 علمی و دینی خدمت سرانجام دے گی۔

اس سہم میں جو حضرات پیش پیش ہیں ان میں سے  
 مولانا زاہد الراشدی، الحاج محمد رفیق، میاں محمد عارف،  
 بابو محمد شمیم، میر ریاض انجم، شیخ محمد یوسف وزیر آبادی،  
 جناب امیں۔ اے حمید، جناب عبدالقادر بھلوان، حاجی  
 محمد رفیق، حاجی شیخ محمد صدیقی، جناب ملا الدین، جناب  
 شریف بیگ، میاں محمد اکرم، جناب محمد مشتاق، شیخ محمد شرف  
 شیخ محمد ابراہیم طاہر، حاجی شیخ محمد یعقوب، شیخ شکیل احمد،  
 پروفیسر غلام رسول عدیم، ڈاکٹر محمد اقبال لون، پروفیسر  
 عبدالرحیم ریانی اور حافظ عبید اللہ عابد بطور خاص  
 قابلِ ذکر ہیں جبکہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر اور مولانا عبدالمجید  
 سوآلی بھرپور طریقے سے اس کی سرپرستی کر رہے ہیں۔  
 دونوں بزرگ کئی بار امداد تشریف لے چکے ہیں اور  
 یونیورسٹی کے ابتدائی تعمیری کام کا آغاز بھی دونوں بزرگوں

کی موجودگی میں ان کی دُعاؤں کے ساتھ بڑا تھا۔ گذشتہ دنوں یونیورسٹی کے رفقہ کی ایک تقریب بھی شیخ الحدیث مولانا محمد رفیع خان مسعود کی صدارت میں یونیورسٹی کی گراؤڈ میں منعقد ہو چکی ہے جس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث نے اس بات پر بطور خاص زور دیا کہ علماء کرام کے لیے انگریزی زبان اور جدید علوم سے واقفیت از حد ضروری ہے۔ انہوں نے اپنے دورہ جلاوطنی کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مجھے وہاں جا کر اس کا احساس بڑا کہ اگر میں انگریزی زبان سے واقف ہوتا تو کہیں تہتر طریقہ سے اسلام کی خدمت کر سکتا تھا۔

شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے سائٹ آفس کے افتتاح کے موقع پر ٹکڑے ٹکڑے کے متاز عالم دین اور حرم پاک کے مدرس فضیلۃ الشیخ مولانا محمد مکی حجازی بھی تشریف لائے تھے اور دُعا کے ساتھ یونیورسٹی کے سائٹ آفس کا افتتاح کیا تھا۔ اس موقع پر مولانا محمد مکی حجازی نے اس عظیم تعلیمی منصوبے کو سراہتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام کے ایک عظیم مجدد اور مصلح امام ولی اللہ دہلوی سے منسوب یہ تعلیمی ادارہ وقتِ اسلامیہ میں ایک نئے فکری اور علمی انقلاب کا ذریعہ بنے گا۔

جمیۃ اہل السنۃ کے سیکریٹری جنرل شیخ محمد شرف نے ایک ملاقات میں یہ تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ ہماری خواہش ہے کہ امام کعبہ فضیلۃ الشیخ عبد اللہ اسماعیل مدظلہ تشریف لائیں اور اپنے دست مبارک سے یونیورسٹی کے کسی تعلیمی بلاک کا سنگِ بنیاد رکھیں۔ ان سے ہمارا رابطہ قائم ہے اور ان شاء اللہ العزیز بہت جلد ہم ان کی تشریف آوری پر بیابانی کی سعادت حاصل کر سکیں گے۔ صدر انتظامیہ الحاج میاں محمد رفیق اور سیکریٹری جنرل شیخ محمد اشرف نے شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے لیے

زمین کی خریداری اور تعمیری اخراجات کے سلسلہ میں حوصلہ افزائی تعاون پر گرجاؤں والے کے شہریوں کا شکریہ ادا کیا ہے اور اسے اپیل کی ہے کہ وہ اس تعاون کی رفتار میں اور اضافہ کریں اور مزید جوش و خروش کے ساتھ اس مہم میں شریک ہوں تاکہ ہم پردرگم کے مطالبات پہلے تعلیمی بلاک کی تعمیر مکمل کر کے جوڑی ۹۱ سے ایف۔ ۱ کے کلاسوں کا آغاز کر سکیں

**بقیہ : امام ابو حنیفہؒ**

امام محمد بن الحسن انتہائی خود دار انسان تھے۔ ایک دن باذن الرشید خلیفہ عباسی کے قعرِ خلافت میں تھے خلیفہ باہر سے آئے۔ امام محمدؒ کے علاوہ تمام وزراء اور اہل دربار کھڑے ہوئے کسی درباری نے لہدن الرشید سے تذکرہ کیا۔ آپ نے امام محمدؒ سے پوچھا۔ امام محمدؒ نے جواب دیا آپ نے مجھ صلح مان کر قاضی مقرر کیا ہے۔ میں علم کتب میں نہیں کرتا اس لیے کھڑا نہیں ہوا۔ خلیفہ خاموش ہوا

**امام الحسن بن زیاد اللؤلؤی الکوفی**

المتوفی ۲۰۴ھ

امام ابو حنیفہؒ کے شاگردوں میں ایک بڑے محدث عالم ہیں۔ انہوں نے امام ابو حنیفہؒ سے سند اور دوسری کتب، کتاب المجدد، کتاب ادب القامی، کتاب النضال، کتاب معانی الامیال، کتاب النفعات، کتاب المزاج الغرائض، کتاب الوصایا کی روایت کی۔

انہوں نے محدث ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ سے بارہ ہزار احادیث کی روایت کی۔ امام یحییٰ بن آدمؒ فرماتے ہیں:

”میرے نے الحسن بن زیادؒ سے کوئی بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔“

# امام المحدثین الفقہار حضرت مولانا ابو حنیفہ نعمان بن ثابت

ابو حنیفہ ۶۱ھ کو پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ کو وفات پائی۔ تاریخ وفات میں کوئی اختلاف نہیں۔ سب کے نزدیک ۱۵۰ھ ہے جس سال امام شافعیؒ کی ولادت ہوئی

(مقدمہ جامع المسانید ص ۲۱ س ۲ و ص ۲۱)  
دونوں روایتوں کے مطابق وہ قرن اول کے آخر میں پیدا ہوئے جو صحابہ کرامؓ کا زمانہ ہے۔ انہوں نے تدریس اسلام (تدریس حدیث و فقہ) قرن ثانی (دوسری صدی) میں کی جو تابعین کی صدی ہے۔ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی تینوں صدیوں کو رسول اللہ علیہ وسلم نے بہترین صدیاں (خیر القرون) فرمایا اور ان لوگوں کی فضیلت اور عدالت کی شہادت دی جو ان تینوں صدیوں میں ہوئے۔

امام ابو حنیفہ کے حامدوں صحابہ سے ملاقات | نے مختلف کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کے زمانے میں چار صحابہ موجود تھے۔ انس بن مالک بصرہ میں، عبداللہ بن ابی اوفہ کوفہ میں اور سہل بن سعد مدینہ منورہ میں و عامر بن وائل مدینہ مکہ میں، اور کسی سے نہیں ملے۔ تابعین سے ان کی ملاقات کہنی اور وہ تبع تابعین میں سے ہیں۔ (تاریخ امام ابو زہرہ مصری) (آخر شکوۃ)

مذکورہ بالا روایت غلط ہے اور اس کے مقابلے میں امام ذہبی نے خطیب سے جو تاریخ بغداد نقل کیا ہے کہ وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بصرہ میں ملے اور ان سے احادیث کی روایت کی۔ امام الصمیری نے

امام صاحب کے پوتے عمر بن حماد بن ابی حنیفہ کے قول کے مطابق امام صاحب کا نسب یوں ہے: ابو حنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی۔ زوطی اہل کابل سے تھے۔ انہوں نے کابل سے کوفہ ہجرت کی اور وہیں آباد ہو گئے۔ ان کے والد بزرگوار "ثابت" پیدائشی مسلمان تھے۔ ثابت کی ملاقات حضرت علی بن ابی طالب سے کوفہ میں ہوئی تھی۔ جب ثابت کو ان کے والد زوطی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گئے تھے۔ انہوں نے آپ کے لیے دعا کی۔

دوسری روایت آپ کے دوسرے پوتے اسمعیل بن حماد بن ابی حنیفہ سے ہے۔ ان کے قول کے مطابق امام ابو حنیفہ، نعمان بن ثابت بن نعمان بن المدزبان ہوا اور وہ فارس (ایران) کے رہنے والے تھے۔ وہاں سے ان کے دادا نے کوفہ ہجرت کی اور وہیں آباد ہوئے۔

(اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ للصمیری)  
ان دونوں اقوال میں تطبیق ایسی ہے کہ زوطی نعمان بن المدزبان کا لقب ہے۔ اس زمانے میں کابل پر اہل فارس حکمران تھے۔ کابل، فارس (ایران) کا محکم علاقہ تھا تو کابل کو فارس شمار کر لیا گیا۔

اکثر ائیرت و تاریخ کے اقوال کے ولادت | مطابق امام ابو حنیفہ ۸۰ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے۔ صرف ان حدیث میں محدث الحسن القتال نے مشہور محدث زواد بن علیہ سے روایت کی کہ "امام

یہ فتویٰ ہے کہ سجدہ سہو سلام کے بعد ادا کرنا ہے۔ اس تحقیق کے لیے امام صاحب بعمرہ تشریف لگے اور ان سے خود ہی مسئلہ سنا۔

(اخبار ابی حنیفہ للصیری ص ۵)

ہناد بن سری محدث نے امام ابو حنیفہ کی روایت دائد بن الاسقع صحابی سے نقل کیا اور محدث کبھی بن معین نے ابو حنیفہ کی روایت عائشہ بنت عبد صمیر سے نقل کی۔ یہ ساری روایات صحیح ہیں اور ان روایات سے یہ حقیقت بخوبی عیاں ہوئی کہ امام ابو حنیفہ یقیناً تابعی ہیں۔

### ابتدائی تعلیم

حفظ قرآن: امام ابو حنیفہ نے قرآن مجید مشور قاری امام القرات عاصم ابن ابی النجود الکوفی سے حفظ کیا۔ یہ بچپن کا زمانہ تھا۔ امام عاصم نے خود اس کی شہادت کی۔ "أنتینا صغیراً وأنتینا کبیراً" آپ ہمارے پاس چھوٹے آتے تھے اور ہم آپ کے پاس آپ کے بڑے ہونے پر آئے۔ امام عاصم نے اپنے شاگرد ابو حنیفہ سے بعد میں احادیث اور فقہی مسائل کی روایت کی۔ امام عاصم مشور قاری حفص کے استاد ہیں جن کی قرأت کی روایت سے ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ (ص ۳ س ۳ مقدمہ جامع السنہ)

### تعلیم حدیث و فقہ

امام ابو حنیفہ نے چار ہزار روایت شیخ التابعین سے حدیث و فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اکثر حدیث احادیث اپنے مشور قاری حماد بن ابی سلیمان سے روایت کیں جو مدلسہ کوفہ کے شیخ الحدیث تھے۔

ربیع بن یونس نے روایت کی کہ امام ابو حنیفہ خلیفہ ابو جعفر منصور عباسی کی خدمت میں گئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ نے خلیفہ منصور سے کہا کہ آج ابو حنیفہ دنیا کا عالم ہے خلیفہ منصور نے پوچھا اے نعمان! آپ نے کن سے علم لیا؟ امام

(اخبار ابی حنیفہ ص ۶) میں لکھا ہے۔ جب امام صاحب پندرہ سال کے ہوئے تو آپ نے انس بن مالک کربلو میں دیکھا اور ان سے روایت کی۔ ابو داؤد الطیلسی نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی۔ ابو حنیفہ نے فرمایا۔ میں سنہ ۱۰۰ ک پیدا ہوا۔ صحابی رسول عبد اللہ بن افس کوفہ آئے (۹۴ھ) اور میں چودہ سال کا تھا کہ میں نے ان سے یہ حدیث لی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: حبک الشیعی یعیس و یعیصم" (کسی چیز کی محبت آپ کو اذہا اور بہرا کرتی ہے)

۲۳ مقدمہ جامع المسانید

بشر بن الولید قاضی نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ مجھے امام ابو حنیفہ نے فرمایا: "میں سولہ سال کا تھا اور حج کے لیے اپنے والد بزرگوار کے ساتھ گیا اور سجدہ الحرام میں صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن الحارث بن جزئی الریسی کے حلقہ درس میں بیٹھا اور ان سے یہ حدیث سنی: "من تفقه فی دین اللہ کفناه اللہ ہمہ و درزقہ من حیث لا یحتسب" جو اللہ کے دین میں مہارت حاصل کریں اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور کرے گا اور اس کو دہاں سے روزی دے گا جو اس کے گمان میں نہ ہو۔ ایسے اور کئی واقعات سیرۃ و تاریخ و اسرار الرجال میں اس حقیقت کی شہادت کرتے ہیں کہ مشکوہ المصابیح کے اسرار الرجال کے آخر میں یا ابو زہرہ وغیرہ نے جو لکھا ہے وہ غلط ہے اور حقیقت کے خلاف ہے اور حقیقت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ تابعی ہیں۔ انہوں نے صحابہ کرام کو دیکھا، ان سے روایت کی۔ اس حقیقت کی تائید امام ابو یوسف کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب امام ابو حنیفہ کے استاد حماد بن علی سلیمان نے امام صاحب سے کہا کہ حضرت انس بن مالک کا

نہ فرمایا۔ عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباسؓ کے ساتھیوں سے علم حاصل کیا۔ عبداللہ بن عباسؓ اپنے وقت کے بڑے عالم تھے۔

(وہ خلیفہ منصور کے اجداد میں سے ہیں)۔ خلیفہ منصور نے کہا: "آپ معتمد انسان ہیں۔ آپ پر (دین میں) بھروسہ کیا جاسکتا ہے" (مقدّم جامع المسانید ص ۳)

امام حماد بن ابی سلیمان کی وفات کے بعد علماء عراق کے بے حد اصرار پر امام

### تدریس

ابوحنیفہؒ نے مدرسہ کوفہ میں احادیث کی تدریس شروع کی اور قرآن و سنت سے مستنبط فقہی احکام کی تعلیم دی جلیل القدر تابعین آپ سے دینی مسائل میں فتویٰ لیتے تھے اور آپ پر اعتماد کرتے تھے۔ ہزاروں لوگوں نے امام ابوحنیفہؒ سے احادیث روایت کیں جن میں سے چند مشہور محدثین درج ذیل ہیں:

- ۱۔ عمرو بن دینار ۲۔ عبداللہ بن المبارک ۳۔ داؤد الطائی
- ۴۔ یزید بن ہارون ۵۔ عبد بن العوام ۶۔ محمد بن یونس الشیبانی
- ۷۔ ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری ۸۔ وکیع بن الجراح ۹۔ ہمام بن خالد ۱۰۔ سفیان بن عیینہ ۱۱۔ فضیل بن عیاض ۱۲۔ سفیان الثوری ۱۳۔ ابن ابی لیسلی
- ۱۴۔ ابن شبرمہ ۱۵۔ قاری حمزہ بن حبیب ۱۶۔ آپ کے استاد امام القراء حاکم بن ابی ابنود ۱۷۔ امام القراء نافع بن عبد الرحمن المدنی جو امام مالک کے استاد ہیں۔ ۱۸۔ ایسے قاری عبداللہ بن یزید نے امام ابوحنیفہؒ سے نوسو احادیث کی روایت کی۔ (ص ۲۹ جامع المسانید)

امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، امام مسلم اور دیگر ائمہ حدیث نے آپ کے شاگردوں اور شاگردوں کے شاگردوں سے روایت کی۔

اتنی تعداد میں جلیل القدر ائمہ حدیث کی روایت

امام ابوحنیفہؒ سے اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابوحنیفہؒ صرف فقہ بلکہ امام المحدثین میں اور علم حدیث کے معجز اور مستند ماہرین میں سے ہیں اور آپ کی کتب حدیث، احادیث کی ۱۵۰ مسندیں مع کتاب الآثار جو امام محمد اور امام ابو یوسف کی الگ کتابیں ہیں دین کی اُصح کتب ہیں اور ان کا درجہ ان کتب حدیث سے اونچا ہے جو امام ابوحنیفہؒ کے بعد مرتب ہوئیں کیونکہ یہ روایات یا تو معتمد جلیل القدر تابعین سے ہیں یا براہ راست اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں جو دوسری کتب حدیث کے رداۃ (جو غیر تابعین اور غیر صحابہ ہیں) ان سے زیادہ صحیحہ زیادہ افضل اور زیادہ ثقافت ہیں اور ازراہ انصاف اس حقیقت کے مطابق قرآن مجید کے بعد امام ابوحنیفہؒ کی کتب حدیث اُصح الکتب ہیں۔ (امام بخاری گیارہویں طبقہ کے محدث ہیں جبکہ امام ابوحنیفہؒ چھٹے طبقہ کے محدث ہیں)۔

اور معتمد ابن خلدون کے ص ۲۸۸ پر جو درج ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے سترہ (۱۷) احادیث روایت کی ہیں یہ امام ابوحنیفہؒ کی حاسدوں کی ترجمانی ہے اور غلط بیانی کی انتہا ہے۔ اس طرح خلیفہ بغدادی کے اقوال جو امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ہیں وہ تعصب پر مبنی ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ نے ہزاروں شاگردوں کی علمی مجلس شوریٰ میں سے چالیس ائمہ منتخب کیے جو مجتہدین تھے۔ ان کو علمی مجلس شوریٰ کا ممبر بنایا جس کے سیکریٹری امام ابو یوسف تھے۔

امام ابوحنیفہؒ دینی مسئلہ اس مجلس میں پیش کرتے تو اپنے ان مجتہد ائمہ شاگردوں سے وہ احادیث اور آثار سننے لیتے اور ایک ایک ہینہ اکثر اوقات مذاکرات طویل ہوتے تھے۔ تب ہی کوئی بات تحقیق سے ثابت ہوتی تو امام ابو یوسفؒ اس کو درج کرتے تھے۔ دینی مسائل کی تحقیق

کے لیے مجلس شوریٰ کی تاسیس امام ابوحنیفہؒ کا ایک مسند  
عمل ہے جو باقی ائمہ کرام کو نصیب نہیں ہوا۔ امام ابوحنیفہؒ  
کہا کرتے تھے۔ لوگوں نے مجھے دوزخ کے اوپر لے بنا دیا  
ہے۔ سارا بوجھ میرے اوپر ہے اس لیے میرے ساتھیوں  
میری مدد کرو۔

امام ابوحنیفہؒ بستر میں اگر کبھی خطا ہو جاتی تو یہ ائمہ کبار  
ان کو احادیث و آثار سن کر حق کی طرف واپس کرتے انہوں  
نے امام ابو یوسفؒ سے کہا۔ کوئی بات بغیر تحقیق درج نہ  
کریں۔ بغیر تحقیق والی بات اگر آج ہے تو کل اسے چھوڑ  
دوں گا اور اس سے رجوع کروں گا۔ یہ حقیقت اس بات  
کی شاہد ہے کہ حنفی مسائل اجماعی اور سنی صحیح ہیں۔

**مذہب حنفی کی تاسیس** کوذ عراق کا اہم ترین  
شہر ہے۔ عراق

کے فتح ہونے کے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ خلیفہ دوم نے  
صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ  
کو کوفہ میں تعلیم و تدریس اور قضاء کے لیے منتخب فرمایا اور  
اس کا سبب یہ تھا کہ وہ اس وقت دین اسلام کے  
بست بڑے فقیہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو کوفہ  
میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور مدینہ منورہ  
میں وصال نبوی تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم رہے۔  
انہوں نے اپنی ساری زندگی سفر اور حضر میں رسول اکرم صلی اللہ  
علیہ وسلم کی خدمت میں گزاری۔ تمام احکام آپ کے سامنے  
نازل ہوئے۔ ناسخ و منسوخ کا علم سب سے زیادہ آپ کو  
ہوا کیونکہ باقی اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نہ کوئی کام  
یا کاروبار کرتے تھے جبکہ عبداللہ بن مسعودؓ کا پیشہ صرف  
خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس لیے وہ دین  
کے بست بڑے عالم اور فقیہ بنے اور اس خوبی کے  
تحت حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کو مدرسہ کوفہ کا پہلا معلم

مقرر فرمایا۔ عمر فاروقؓ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کو وہیں  
درس دیا کرتے تھے۔ عبداللہ عثمانی میں مدینہ منورہ میں عبداللہ بن  
مسعودؓ کی کئی محسوس کی گئی تو خلیفہ سوم نے آپ کو وہاں لایا۔  
پھر مسجد نبوی میں درس دیتے رہے اور وفات کے بعد  
جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

عبداللہ بن مسعودؓ کے بعد آپ کے شاگردوں حضرت  
علقر نخعی، مسروق الہمدانی ابی قاضی شریح اور ان کے شاگرد  
کے شاگردوں ابراہیم نخعی، عامر الشیبی، حماد بن ابی سلیمان  
پھران کے شاگرد امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہم  
نے عبداللہ بن مسعودؓ کی وہ اسلامی تعلیم لوگوں کو سکھائی

جو اس جلیل القدر صحابیؓ نے اپنی ساری زندگی میں رسول اکرم  
صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھی تھی اور یہی اسلامی تعلیم مذہب  
حنفی کے نام سے مشہور ہوئی۔ مذہب حنفی کوئی نیا مذہب  
نہیں بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ  
نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔

امام ابوحنیفہؒ، عبداللہ بن مسعودؓ کے قائم کردہ مدرسے  
میں تدریس حدیث اور فقہ کیا کرتے تھے اور اس علمی خدمت  
کے ساتھ آپ اونوں اور ریشمی کپڑوں کی تجارت کرتے تھے  
اور تجارت کا منافع اپنے شاگردوں اور دیگر محتاجوں پر  
خرچ کیا کرتے تھے۔ آپ نے تدریس اسلام پر کوئی اجر  
نہیں لیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے جن چالیس اماموں کو تدوین فقہ  
اسلامی کے لیے منتخب کیا تھا ان میں سے چھ امام بہت  
مشہور ہوئے۔

① امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاریؒ  
(ولادت ۱۱۳ھ وفات ۱۸۲ھ) جن کی مشہور کتاب  
"مسائل الخراج" ہے جس میں اسلامی ٹیکس صدقات اور  
مالی مسائل مذکور ہیں۔ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے کتاب  
الآثار اور مسند فی الحدیث کی روایت کی۔

کی امید نہ کر جاں ابو یوسف موجود ہو۔ امام ابو حنیفہؒ نے  
امام زفرؒ کے خلاف امام ابو یوسفؒ کے حق میں فیصلہ دیا۔  
(اخبار ابی حنیفہ للصمیری ص ۹۵)

امام ابو جعفر محمد اُمّی نے فرمایا میں نے

محمد علی بن الجعد نے فرمایا۔ امام ابو یوسفؒ  
نے ہمیں حدیث کی روایت کی اس وقت لوگوں سے مجلس  
بھری ہوئی تھی۔ ایک آدمی نے پوچھا اے ابوالحسن  
(ابن ابی عمران) کیا آپ کو ابو یوسفؒ یاد ہیں؟ تو محدث  
علی بن الجعد نے فرمایا۔ جب آپ ابو یوسفؒ کا نام لیتے  
ہیں تو پہلے اُشان اور گرم پانی سے منہ دھو لیں۔ پھر فرمایا  
خدا کی قسم میں نے ابو یوسفؒ کی طرح کوئی شخص نہیں دیکھا  
ابن ابی عمرانؒ فرماتے ہیں کہ محدث علی بن الجعد نے سفیان  
ثوری، حسن بن صالح، امام مالک، ابن ابی ذیب، لیث بن  
سعد اور شعبہ بن الحجاج جیسے اماموں رحمۃ اللہ علیہم کو  
دیکھا تھا وہ سب پر ابو یوسفؒ کو ترجیح دیتے تھے۔

(اخبار ابی حنیفہ ص ۹۶)

امام زفر بن الھذیل بن قیس العنبريؒ | امام ابو حنیفہؒ

کے شاگرد امام حسن بن زیاد اللوزی نے فرمایا کہ امام اعظمؒ  
کے دو شاگرد امام زفرؒ اور امام داؤد طائی گہرے دوست  
تھے۔ امام داؤد طائی نے عبادت کی طرف زیادہ توجہ  
دی جبکہ امام زفرؒ نے فقہ اور عبادت دونوں کی طرف  
زیادہ توجہ دی۔

امام زفرؒ، امام ابو حنیفہؒ کے جوتوں کے قریب  
بیٹھتے تھے جبکہ امام ابو یوسفؒ آپ کے دائیں جانب  
بیٹھا کرتے تھے۔

امام وکیع بن الجراح جو امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد اور  
امام شافعیؒ کے استاد ہیں۔ فرمایا کرتے تھے امام زفرؒ

امام شافعیؒ کی کتاب الامم کے آخر ساترین جلدوں  
سے صفحہ ۱۵ تک امام ابو یوسفؒ کے علمی اقوال درج ہیں۔  
وہ بتایا کرتے تھے کہ وہ انتہائی عزیز و نادر تھے

اور حدیث وفقہ کے شیدائی تھے۔ ان کے والد ابراہیم  
الانصاریؒ نے آپ سے کہا۔ ابو حنیفہؒ کی روٹی مرغن ہے  
اور آپ کو مزدوری کی ضرورت ہے۔ اس لیے والد کی طاقت  
کی خاطر ابو حنیفہؒ کے درس سے چند روز غیر حاضر رہے جب  
حاضر ہوئے ان سے پوچھا کیوں غیر حاضر کی۔ امام ابو یوسفؒ  
کے بتانے پر سبق کے آخر میں آپ کا اشارہ کر کے سو درہم  
کی تحفہ دی اور حاضر کی تلقین کی۔ تم کوڑے دونوں کے  
بعد پھر سو درہم دیے اور وقفہ وقفہ سے امام ابو حنیفہؒ  
آپ کو سو سو درہم دیا کرتے تھے یہاں تک کہ امام ابو یوسفؒ  
عنی اور والد ہوتے۔ (ص ۹۲ اخبار ابی حنیفہ للصمیری)

امام ابو یوسفؒ کا کرتے تھے کہ دنیا کی کوئی مجلس  
امام ابو حنیفہؒ اور امام ابن لیلیٰ کی مجلسوں سے مجھے زیادہ  
پسنہ نہ تھی۔ میں نے ابو حنیفہؒ سے بڑا نصیبہ اور ابن  
ابی لیلیٰ سے بڑا قاضی نہیں دیکھا۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا۔  
میں امام ابو حنیفہؒ کی صحبت میں سترہ سال رہا۔ میں نے عید الفطر  
اور عید الاضحیٰ میں ان سے غیر حاضر رہا سوائے اس صورت  
میں جبکہ میں بیمار تھا۔

آپ فرماتے تھے ہر نماز اور ہر عبادت کے بعد  
امام ابو حنیفہؒ کے لیے دعا کرتا رہتا۔ امام حماد بن ابی حنیفہ لام  
الاعظم (فرماتے ہیں کہ میرے والد امام ابو حنیفہؒ) کے دائیں  
طرف امام ابو یوسفؒ اور بائیں جانب امام زفرؒ تھے۔  
مساکین میں ہر ایک دوسرے کے خلاف دلائل پیش کرتے  
ہے۔ صبح سے ظہر تک دونوں کا مناظرہ جاری تھا جب  
ظہر کے لیے مؤذن نے اذان دی امام ابو حنیفہؒ نے اپنا ہاتھ  
امام زفرؒ کی ران پر مارا اور فرمایا: امن شہر میں سربراہی

اشائی پر بزرگوار تھے۔ ان کا حافظہ بہت قوی تھا۔

امام محمد بن وہب فرماتے ہیں کہ امام زفرؒ نے ابو حنیفہ کے ان دس اکابر شاگردوں میں سے ہیں جنہوں نے امام ابو حنیفہ کی نگرانی میں کتابیں تالیف کیں۔ اہل بعصر کے علماء امام ابو حنیفہ کے تابع اس لیے ہوئے کہ بعصر کے لوگ امام زفرؒ کے علم سے متاثر ہوئے اور آپ کے علم کو پسند کیا۔ امام زفرؒ نے فرمایا۔ میں نے یہ علم امام ابو حنیفہؒ سے حاصل کیا ہے تو اہل بعصر احباب ہیں۔

امام وکیع بن الجراح نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہؒ کی وفات کے بعد لوگ امام زفرؒ سے پڑھتے تھے اور بہت کم امام ابو یوسفؒ کی مجلس میں ہوتے تھے۔ جب امام زفرؒ ۱۵۸ھ کو فوت ہوئے تو آپ کے شاگرد بھی امام ابو یوسف سے پڑھنے لگے۔ (اخبار ابی حنیفہ للصبیری ص ۱۸۹)

### امام محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی

دلاوت: ۱۳۲ھ وفات ۱۸۹ھ

آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ جس دن امام ابو حنیفہؒ دنیا سے رحلت کر گئے امام محمدؒ اس دن اٹھارہ سالہ بچہ بن گئے تھے۔ آپ نے فقہ حنفی کی باقی تعلیم امام ابو یوسفؒ سے حاصل کی۔ اس کے بعد امام سفیان ثوری اور امام اوزاعیؒ سے پڑھا پھر تین سال مدینہ منورہ میں امام مالک سے مزید احادیث کی تعلیم حاصل کی اور جب وہ درس و تدریس کے لیے بیٹھ گئے تو بڑے اندکرام نے آپ سے تعلیم حاصل کی جس میں امام محمد بن ادریس الشافعیؒ بھی ہیں۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں جب امام محمدؒ بات کرتے تو سننے والے یہ گمان کرتا کہ قرآن مجید امام محمدؒ کی لغت (لجہ) میں نازل ہوا ہے۔

فقہی مہارت آپ نے فقہ حنفی امام عظیم ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ سے حاصل کی

اور عراقی فقہ کے کامل مستند فقیہ بنے۔ اس کے بعد آپ نے حجازی فقہ امام مالکؒ شیخ الحجاز سے حاصل کی۔ اس کے بعد فقہ اہل الشام کی مہارت اہل الشام کے امام اوزاعیؒ سے حاصل کی۔

آپ کی علمی خدمات کی بدولت آپ کے شاگردوں میں امام شافعیؒ جیسے لوگ پیدا ہوئے اور وہی امام شافعیؒ امام احمد بن حنبل، امام داؤد الظاہریؒ، امام ابو جعفر طبریؒ اور امام ابو ثور بغدادیؒ کے استاد بنے۔

اس لحاظ سے مذہب شافعی اور مذہب حنبلی دونوں مذہب حنفی کی شاخیں ہیں اور فقہی مسائل میں اختلاف نے اگر امام محمدؒ، امام زفرؒ اور امام ابو یوسفؒ کو مذہب حنفی سے نہیں نکالا تو یہ اختلاف امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کو حنفیت سے کیسے نکالے گا۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں میں نے حلال و حرام، ناسخ و منسوخ میں امام محمدؒ سے بڑا عالم نہیں دیکھا۔

(اخبار ابی حنیفہ للصبیری ص ۱۲۳)

اور فرمایا۔ اگر لوگ فقہاء کے بارے میں انصاف کرتے تو وہ جان لیتے کہ انہوں نے محمد بن الحسنؒ جیسا فقیہ نہیں دیکھا۔ (اخبار ابی حنیفہ للصبیری ص ۱۲۴)

یاد رہے کہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ کے شاگرد بھی تھے ہیں اور اس کے باوجود وہ امام محمدؒ کو بے مثال امام سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ معروف مصری محقق محمد ابو زہرہ نے اپنی کتاب اصول الفقہ بمصحت المجتہدین میں لکھا ہے کہ قرن ثانی اور قرن ثالث کے کئی علماء کا یہی نظریہ ہے کہ امام محمد بن الحسن الشیبانی اپنے استاد امام مالک سے بڑے فقیہ تھے اور فن حدیث میں ان کے اور پیروی حاصل کی۔ امام احمد بن حنبلؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے فقہی مسائل امام محمد بن الحسن الشیبانی کی کتابوں سے لیے۔ (ص ۱۲۵ اخبار ابی حنیفہ للصبیری)

## ظاہر الروایۃ اور نادر الروایۃ | امام محمد بن اسحاق شیبانی

رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی کو عام کرنے میں اہم خدمت کی اور انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں۔ فقہ میں آپ کی تالیفات دو قسم کی ہیں

① ظاہر الروایۃ - جن کتابوں کو ثقہ اور محدث علماء جوعوام میں مشہور و معروف تھے انہوں نے امام محمدؒ سے روایت کیا۔ وہ کتب ظاہر الروایۃ یا اصول کے نام سے موسوم ہیں۔ وہ چھ کتابیں ہیں۔

- ① المبسوط (الاصل) ② الجامع الکبیر
- ③ الجامع الصغیر ④ کتاب السیر الکبیر
- ⑤ کتاب السیر الصغیر ⑥ الزیادات

یہ کتب ظاہر الروایۃ، احادیث آثار (اقوال صحابہؓ اور اقوال تابعین) پر مشتمل ہیں۔ علماء امت نے مذہب حنفی کو باقی مابہد اہل السنۃ والجماعہ سے زیادہ صحیح پایا اور اسے اختیار کیا۔ انہوں نے ان کتابوں کے شرح لکھے اور بعض علماء نے انہیں مختصر کیا جنہیں متون اربعہ کہتے ہیں

- ① کنز الدقائق ② مختصر الوقایہ
- ③ مختصر القدوری ④ المختار جس کے مصنف عبداللہ بن محمد حلی الحنفی ہیں۔

یہ چاروں کتب علماء اہل السنۃ والجماعت کے نزدیک نہایت ہی مستند ہیں اور ائمہ الحدیث کی رائے میں آخری کتاب "المختار" باقی تینوں کتب سے افضل اس لیے ہے کہ وہ مسائل میں امام ابوحنیفہؒ کے قول کو ذکر کرتا ہے اور پھر خود ہی اس کتاب کی شرح والاختیار لتعلیل المختار کے نام سے لکھی اور ہر مسئلہ کے لیے قرآن و حدیث سے دلیلیں لکھیں جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ امام اعظمؒ

کا کوئی قول بھی بغیر دلیل کے نہیں ہے اور یہ حقیقت بھی عیاں ہوئی کہ امام ابوحنیفہؒ نے پر عمل نہیں کرتے بلکہ قرآن و حدیث سے حاصل شدہ علم کو امام ابوحنیفہؒ نے رائے سے تعبیر کیا۔ امام ابوحنیفہؒ نے کبھی کسی صحیح حدیث کو رد نہیں کیا بلکہ ضعیف حدیث کے لیے بھی قیاس چھوڑا۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ نماز میں تمغہ (زدر سے ہنسا) ازر دئے قیاس ناقض وضو نہیں کیونکہ انسانی جسم سے کوئی چیز خارج نہیں ہوتی لیکن جیسے ہی امام ابوحنیفہؒ کو حدیث پہنچی جو نماز میں زور سے ہنسا تو وہ نماز اور وضو رٹاٹے: "امام ابوحنیفہؒ نے قیاس کو چھوڑا اور فرمایا تمغہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جبکہ امام شافعیؒ نے اس حدیث پر عمل نہیں کیا کیونکہ یہ عقل کے خلاف ہے اور قیاس سے متصادم ہے۔

جن کتابوں کی روایت مشہور ثقہ علماء نادر الروایۃ سے نہیں ہے وہ کتابیں نادر الروایۃ

کہلاتی ہیں جن میں مشہور الامالی، الکلیاتیات، الرقیات اطہار و نیات الحج جانیات اور کتاب المخارج میں (باقی صفحہ)

### بقیہ دو قوسوں سے نظریہ

مطالبہ پیش کریں گے کہ ان کی غلط روش نے اور ہماری غلط تربیت میں کوتاہی نے ہمیں راہ راست سے ڈور رکھا اور ہم اپنی منزل نہ پاسکے۔ لہذا اس وقت نظریہ پاکستان کی اہمیت کو بزرگ اپنی نئی نسلوں کے سامنے واضح کریں۔ نوجوان اپنے ساتھیوں کو گھما میں۔ ہر ذی شعور اس کے لیے مستعد کوشش کرے اور تعلیم و تربیت اور ابلاغ و اعلام کے جلد وسائل کو اہل اقتدار اس غلط مقصد کو سمجھانے کے لیے صرف کر لیں۔ پاکستانی بعد قوم نظریہ پاکستان اسلام کی عملی تفسیر کے بغیر اپنے آپ کو بے بسے حق سے محروم سمجھیں بلکہ نظریہ دشمن سمجھ جائے۔ ملک و ہماری قوم کے لیے مزید پیشانیوں کا باعث زمین کیوں ہے اپنے احوال کو جاننا اور



# انسانی حقوق کا اسلامی تصور

از مولانا مفتی فیض الرحمن ہلال عثمانی

انسانی طرز عمل انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کیا ہونا چاہیے؟ قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں زندگی کی پوری اسکیم کا عملی نقشہ ہمارے سامنے رکھ دیتے ہیں۔

● اس اسکیم کا ایک حصہ ہماری اخلاقی تعلیم و تربیت ہے جس کے مطابق افراد کی سیرت اور ان کے کردار کو ڈھالا جاتا ہے۔

● اس اسکیم کے مطابق ہمارا معاشرتی اور سماجی نظام تشکیل پاتا ہے جس میں مختلف قسم کے انسانی تعلقات کو منضبط کیا جاتا ہے۔

● اس اسکیم کا ایک حصہ ہمارے معاشی اور اقتصادی نظام کی شکل میں سامنے آتا ہے جس کے مطابق ہم دولت کی پیدائش، تقسیم، تبادلے اور اس پر لوگوں کے حقوق کا تعین کرتے ہیں۔

● اور اس اسکیم کا ایک جز ہمارا سیاسی نظام ہے جس میں اس اسکیم کو نافذ کرنے کے لیے سیاسی اقتدار کی ضرورت ہے۔

اس پوری اسکیم کا بنیادی مقصد انسانی زندگی کے نظام کو معروفات پر قائم کرنا اور منکرات سے پاک کرنا ہے۔ یہ اسکیم سوسائٹی کے پورے نظام کو اس طرز پر

ڈھالتی ہے کہ خدا کی بنائی ہوئی فطرت کے مطابق ایسا ایک بھلائی اپنی پوری پرری صورت میں قائم ہو۔ ہر طرف سے اس کو پر دان چڑھنے میں مدد ملے اور ہر وہ رکاوٹ جو کسی طرح اس کی راہ میں حائل ہو سکتی ہے ڈور کی جائے۔ اسی طرح فطرت انسانی کے خلاف ایک ایک برائی کو چن چن کر زندگی سے نکالا جائے۔ اس کی پیدائش اور نشوونما کے اسباب دور کیے جائیں جو ہر حصہ سے وہ زندگی میں داخل ہو سکتی ہے اس کا راستہ بند کیا جائے اور اس سلسلے انتظام کے باوجود اگر وہ سہراٹھا ہی لے تو اسے سختی سے دبا دیا جائے۔ معروف و منکر کے متعلق یہ احکام ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں پر پھیلے ہوئے ہیں یہ اسکیم ایک صالح نظام زندگی کا پورا نقشہ دیتی ہے اور اس غرض کے لیے فرائض اور حقوق کا ایک پورا نظام ہے ایک مکمل نقشہ ہے، ایک پوری اسکیم ہے جس کا ہر حصہ دوسرے حصے کے ساتھ اعضائے جہانی کی طرح جڑا ہوا ہے۔ اس اسکیم کا ایک حصہ انسانی حقوق کا چارٹر ہے۔ عرب کے نبی امی نے یہ چارٹر اس دلت پیش کیا تھا جب نہ کسی اقوام متحدہ کا وجود تھا اور نہ انسان مادی ترقی کی اس معراج پر پہنچا تھا جہاں آج نظر آتا ہے۔

## ۱۔ انفرادی حقوق

### ۱ مذہبی آزادی

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّبُّنَا  
وَلِلَّهِ يَوْمَئِذٍ حُكْمٌ  
وَلِلَّهِ يَوْمَئِذٍ حُكْمٌ  
وَلِلَّهِ يَوْمَئِذٍ حُكْمٌ  
وَلِلَّهِ يَوْمَئِذٍ حُكْمٌ  
(سورہ بقرہ آیت ۲۵۵)

اور ان کے ساتھ ہی کوئی زبردستی نہیں  
ہے۔ یہ سب احکام اللہ سے جہات کر  
نہیں لگتا ہے۔  
اور اگر ہم اللہ کی عینیت پر ہوتی تو ہمیں  
سب سے پہلے نظر پڑتی ہیں اور اللہ تعالیٰ  
زیریں انہیں لے آئے ہوتے ہرگز ان کو  
پہلے نہ لگتا کہ وہ ہمیں جہاں لے

یعنی حجت اور دلیل سے ہدایت و راستہ کا فرق

نہ لگاتے پھرو۔ لوگوں کے بخی خطوط پڑھنا، دو آدمیوں کی باتیں کان لگا کر سننا، ہمسایوں کے گھر میں جھانکنا اور مختلف طریقوں سے دوسروں کی خانگی زندگی یا ان کے ذاتی معاملات کو کھوج کرنا ایک بڑی بد اخلاقی ہے جس سے طرح طرح کے فساد رونما ہوتے ہیں اس لیے ہر انسان کو اپنی بخی زندگی کے تحفظ کا حق دیا گیا ہے اور دوسروں کو اس میں دخل اندازی سے روکا گیا ہے۔

### ۴) صفائی پیش کرنے کا حق

تم چھپا کر ان کو دستا نہ پیغام بھیجتے ہو حالانکہ جو کچھ تم چھپا کر کرتے ہو اور جو علانیہ کرتے ہو ہر چیز کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ (قرآن مجید سورہ ممتحنہ آیت ۱۸)

یہ اشارہ بدری صحابی حضرت حاطب بن بلتعہ کی طرف ہے۔ مشرکین کفر کے نام ان کا ایک خط مکہ معظمہ پر حملہ کی خبر کے بارے میں پکڑا گیا تھا۔ گراں سنگین جرم کے باوجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کھلے عام اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جرم کی نوعیت خواہ کچھ بھی ہو صفائی کا موقع دیے بغیر سزا دینا ان حقوق کی خلاف ورزی ہے اور اسلام نے انسان کے اس بنیادی حق کی پاسبانی نازک سے نازک موقع پر بھی کر دکھائی ہے۔

### ۵) اظہار رائے کی آزادی

قرآن مجید کی سورہ شوریٰ کی آیت ۱۵ میں فرمایا کہ وہ اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں۔ دوسری جگہ سورہ آل عمران کی آیت ۱۵۹ اس طرح ہے کہ: (انسو بفرمان) ان کے قصور معاف کر دو، ان کے حق میں دھڑے مغفرت کرو اور دین کے کام میں ان کو بھی شریک مشورہ رکھو پھر جب قتال شروع (مشورے کے

محول کر رکھ دینے کا جو حق تھا وہ تو پورا پورا ادا کر دیا گیا ہے اب راجحی ایمان تو یہ اللہ کو منظور نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی انسانوں کو ایمان لانے یا نہ لانے اور اطاعت اختیار کرنے یا نہ کرنے میں آزاد رکھنا چاہتا ہے۔

### ۶) عزت کے تحفظ کا حق

اے لوگو! جو ایمان لانے ہو، نہ مرد دوسرے مرد کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت ہی بات ہے۔ جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔ (قرآن مجید سورہ مجلات آیت ۱۸)

ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنا، ایک دوسرے کی دل آزاری، ایک دوسرے سے بدگمانی درحقیقت ایسے اسباب ہیں جن سے آپس کی عداوتیں پیدا ہوتی ہیں اور پھر دوسرے اسباب سے ظنا کر ان سے بڑے بڑے فتنے جنم لیتے ہیں۔ اسلام ہر فرد کی بنیادی عزت کا حامی ہے جس پر حملہ کرنے کا کسی کو حق نہیں ہے۔

### ۷) بخی زندگی کے تحفظ کا حق

اے لوگو! جو ایمان لانے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور تجھ سے نہ کرو۔ قرآن مجید سورہ حجرات آیت ۱۲)

یعنی لوگوں کے دل نہ ٹٹولو، ایک دوسرے کے عیب تلاش نہ کرو، دوسروں کے حالات اور معاملات کی ٹٹ

نہج میں کسی رائے پر مستحکم ہو جائے تو اللہ پر بھروسہ کر دو۔  
مشاورت اسلامی طرز زندگی کا ایک اہم ستون ہے۔  
شہرت کا اصول اپنی ذمیت اور نفرت کے لحاظ سے اس  
کا تقاضا ہے کہ اجتماعی معاملات جن لوگوں کے حقوق اور مفادات  
سے تعلق رکھتے ہیں انہیں اظہار رائے کی پوری آزادی حاصل  
ہو اور مشورہ دینے والے اپنے علم، ایمان اور ضمیر کے مطابق  
رائے دے سکیں۔

۲۔ سماجی حقوق

### ① انسانی مساوات

کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے  
کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ کا فیصلہ کر  
ئے تو پھر اسے اپنے اس معاملہ میں خود فیصلہ کرنے  
کا اختیار حاصل ہے۔ (سورہ احزاب آیت ۳۴)  
یہ مذکورہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب نبی  
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے  
حضرت زینب کے لیے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت  
جمہ سے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ حضرت زینب کو اپنے  
نسلی اور خاندانی فخر کے باوجود اس حکم کے سامنے سر جھکانا  
پڑا اور اس طرح نسلی امتیاز کے بت کو توڑ کر انسانی مساوات  
کا بہترین عملی نمونہ کاشاۃً بہت سے سماج کے سامنے پیش  
کیا گیا۔

### ② اجر و ثواب میں مرد و زن کی برابری

جو مرد اور عورتیں اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے  
ہیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر متیا کر  
رکھا ہے۔ (سورہ احزاب آیت ۲۵)  
یہ اسلام کی وہ بنیادی قدریں ہیں جنہیں ایک

### ③ والدین کے لیے حسن سلوک

ہم نے انسان کو ہدایت کی ہے کہ اپنے والدین  
کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ (سورہ عنکبوت آیت ۱۷)  
انسان پر مخلوقات میں سے کسی کا حق سب سے بڑھ  
کر ہے تو وہ اس کے ماں باپ ہیں۔ ماں سے سحرے سماج  
کے قیام کے لیے یہ ایک اہم چیز ہے۔

### ④ انسانی جان کی حرمت

اور جو اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک  
نہیں کرتے۔ (سورہ فرقان آیت ۶۵)  
ایک دوسری جگہ بلا خطا کسی کی جان لینے کو پوری  
انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ انسانی جان کی حرمت  
سماج کے ان بنیادی حقوق میں سے ہے جس کے بغیر  
کوئی سماج زندہ نہیں رہ سکتا۔

### ⑤ ازدواجی زندگی

اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے  
تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں  
تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے  
درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔  
(سورہ روم آیت ۲۱)

ایک پاکیزہ سماج میں یہ ضروری ہے کہ شادی کے  
قابل لوگ زیادہ دیر بھروسہ نہ رہیں تاکہ بلاوجہ کی شہوانی لہجے  
کی نفاذ نہ ہو اور نہ کر سکے۔ شادی کے نتیجے میں ایک دوسرے

(سورہ تہ آیت ۱۳۱)

### ۳) سیاسی ولایت کا حق

اسلام کے سیاسی نظام میں ولایت کا حق صرف ان باشندوں کو ہے جو اسلامی مملکت کی حدود میں ہیں، لیکن اخوت کا رشتہ بدستور ہے اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کی نیک اخلاقی حدود کا پاس رکھتے ہوئے مظلوم کی امداد مسلم حکومت کی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا۔

وہ لوگ جو ایمان تو لے آئے مگر ہجرت کر کے

(دارالاسلام میں) نہیں آئے تو ان سے تمہارا ولایت کا کوئی تعلق نہیں ہے جب تک کہ وہ ہجرت کر کے نہ آجائیں۔ ہاں اگر وہ دین کے معاملہ میں تم سے مدد مانگیں تو ان کی مدد کرنا تم پر فرض ہے لیکن ایسی کسی قوم کے خلاف نہیں جس سے تمہارا معاہدہ ہو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے دیکھتا ہے۔

(سورہ انفال آیت ۷۵)

### ۴) سیاسی سربراہ منتخب کرنے کا حق

اسلام کے سیاسی نظام میں اس کی بڑی اہمیت ہے کہ قوم کے معاملات چلانے کے لیے قوم کا سربراہ سبکی مرضی سے مقرر کیا جائے اور وہ قومی معاملات کو اچھے صاحب رائے لوگوں کے ہتھ سے چلائے جن کو قوم قابل اعتماد سمجھتی ہو اور وہ اس وقت تک سربراہ رہے جب تک قوم خود اسے اپنا سربراہ بنائے رکھنا چاہے یہ چیز امرم شوریٰ بینہم (سورہ شوریٰ آیت ۵۸) کا ایک لازمی تقاضا اور سیاسی نظام کی اہم دفعہ ہے۔

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں

۵) بے لاک لٹاف کا حصول

کے لیے سکون و اطمینان کے ساتھ مزدت و رحمت وہ بنیادی چیز ہے جو انسانی نسل کے برقرار رہنے کے علاوہ انسانے تہذیب و تمدن کے وجود میں آنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس کی بدولت گھرتا ہے، خاندان اور قبیلے وجود میں آتے ہیں اور اس کی بدولت انسانی زندگی میں تمدن کا نشرو نفا ہوتا ہے۔ اس لیے ازدواجی زندگی ایک سماجی حق بھی ہے اور اللہ کے آخری نبی نے اس کو اپنی سنت اور طریقہ قرار دے کر اس کو عبادت کا تقدس بھی بخش دیا ہے۔

۳۔ سیاسی حقوق

### ۱) اسلام کے سیاسی نظام کی اولین دفعہ

اے ایمان لانے والے! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہوں۔ (سورہ نساء آیت ۵۹)

قرآن مجید کی یہ آیت اسلام کے سیاسی نظام کی بنیادی اور اولین دفعہ ہے۔ اسلامی نظام میں اصل مطاع اللہ تعالیٰ ہے اور رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت کی واحد عملی صورت ہے۔ رسول ہی ایک مستند ذریعہ ہے جس سے ہم تک خدا کے احکام اور فرمیں پہنچتے ہیں۔ اول الامر کی اطاعت خدا اور رسول کی اطاعت کے ساتھ شرط ہے۔

### ۲) عمومی اور مقصدی تعلیم

اسلام کے سیاسی نظام میں عمومی اور مقصدی تعلیم کا ایک بنیادی حق ہے۔ ارشاد ہے:

”ایسا کیوں نہ ہو اگر ان کی آبادی کے ہر حصہ سے کچھ لوگ نکل کر آتے اور دین کی سمجھ پیدا کرتے اور واپس جا کر اپنے علاقہ کے باشندوں کو خبردار کرتے تاکہ وہ غیر مسلمانوں سے پرہیز کریں۔“

تمائے درمیان انصاف کروں۔ (سورہ آیت ۵۱)

اسلام کے سیاسی نظام میں بے لاگ اور سب کے لیے یکساں انصاف مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے جس میں کسی کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو سکے۔

## ۶ حقوق کی یکسانیت

بہترین نظام وہ ہے جس میں ہر ایک کے حقوق یکساں ہوں۔ یہ نہیں کہ ملک کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر کے کسی کو مراعات و امتیازات سے نوازا جائے اور کسی کو محکوم بنا کر دیا، پسیا اور کٹھا جائے۔ اسلامی نظام حکومت میں نسل، رنگ، زبان یا طبقات کی بنا پر کوئی امتیاز نہیں ہے البتہ اصول اور مسلک کے اختلاف کی بنا پر سیاسی حقوق میں یہ فرق ہو جاتا ہے کہ جو اس کے اصولوں کو تسلیم کرے وہی زمام حکومت سنبھال سکتا ہے۔

قرآن مجید میں فرعون کی حکومت کی برائی ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔

”واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے زمین میں سرکشی کی اور اس کے باشندوں کو گروہوں میں تقسیم کر دیا، ان میں سے ایک گروہ کو ذلیل کرتا تھا“ (قصص آیت ۴)

۴۔ اقتصادی حقوق

## ۱ قرآن کا معاشی نقطہ نظر

تراہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے بے خبر ہے اور انہیں دیکھ رہا ہے۔ اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرے۔ ہم انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔

بنی اسرائیل آیت ۷۲

قرآن مجید کا معاشی نقطہ نظر جو مذکورہ آیتوں سے واضح ہو جاتا ہے یہ ہے کہ رزق اور وسائل رزق میں تفاوت بجائے خود کوئی برائی نہیں ہے جسے مٹانا اور مصنوعی طور پر ایک بے طبقات سوسائٹی پیدا کرنا کسی درجہ میں بھی مطلوب ہو۔ صحیح راہ عمل یہ ہے کہ سوسائٹی کے اخلاق و اطوار اور قوانین عمل کو اس انداز پر ڈھال دیا جائے کہ معاشی تفاوت کسی ظلم و بے انصافی کا موجب بننے کے بجائے ان بے شمار اخلاقی، روحانی اور تمدنی فوائد و برکات کا ذریعہ بن جائے جن کی خاطر ہی دراصل خالق کائنات نے اپنے بندوں کے درمیان یہ فرق و تفاوت رکھا ہے۔

کھانے والوں کو کھانے کی منفی کوشش کے بجائے افزائش رزق کی تعمیری کوششوں کی طرف انسان کو متوجہ کیا گیا ہے اور تنبیہ کی گئی ہے کہ لے انسان رزق رسالی کا انتظام تیرے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس پروردگار کے ہاتھ میں ہے جس نے تجھے زمین میں بسایا ہے۔ جس طرح وہ پہلے آنے والوں کو روزی دیتا رہا ہے بعد کے آنے والوں کو بھی دے گا۔ تاریخ کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ دنیا میں کھانے والی آبادی جتنی بڑھتی گئی اتنے ہی معاشی ذرائع وسیع ہوتے چلے گئے۔

## ۲ دولت کی گردش

”تا کہ وہ تمہارے مالداروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا ہے۔“ (حشر آیت ۱۱)

اس آیت میں اسلامی معاشرے اور حکومت کی معاشی پالیسی کا یہ بنیادی قاعدہ بیان کیا گیا ہے کہ دولت کی گردش پر سے معاشرے میں عام ہونی چاہیے، ایسا نہ ہو کہ مال صرف مالداروں ہی میں گھومتا ہے یا امیر روز بروز امیر تر اور غریب دن بدن غریب تر ہوتے (باقی صفحہ پر)

پادری بوکت اے خان کا مبلغ علم

# وَأَنذَرُكُمْ لِلسَّاعَةِ الَّتِي كُنتُمْ تَعِشُونَ

سیالکوٹ کے ایک سیحی عالم ماسٹر برکت اے خان اپنی کتاب "تیسرہ انجیل برنایاں" میں لکھتے ہیں:  
 قرآن مجید میں جناب عیسیٰ ایچ کی صلیبی موت کی منفی نہیں کیونکہ لکھا ہے کہ: اور تحقیق وہ (عیسیٰ) البستہ علامت قیامت کی ہے۔ سورہ زخرف: ۶۱ ترجمہ شاہ رفیع الدین محدث دہلوی..... قیامت کے معنی ہیں بار بار زندہ ہونا چنانچہ جب عیسیٰ صلیح مصلوب تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے تو یہ ان کی قیامت کی علامت اور نشان تھا لہذا قیامت کے باسے میں شک کرنے والوں کو جناب عیسیٰ ایچ کی زندہ مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ روز قیامت کے باسے میں شک نہ کرو جس طرح عیسیٰ صلیح مردوں میں سے جی اٹھے تھے اسی طرح روز قیامت تم بھی زندہ کیے جاؤ گے" (ص ۶۲)

پادری صاحب موصوف نے سورہ زخرف کی جو ۶۱ ویں آیت درج کی ہے اس کی تفسیر شیخ الاسلام علامہ عثمانی کے قلم سے ملاحظہ کیجئے: "سیح کا دوبارہ آنا قیامت کا نشان ہوگا۔ ان کے نزول سے لوگ معلوم کر لیں گے کہ قیامت بالکل نزدیک آگئی ہے" (فوائد) معلوم ہوا کہ یہ آیت کلہا اٹھ سیح کی آمد ثانی سے متعلق ہے! انجیل اربعہ کے مزبور قصہ قیامت سیح سے اس آیت کو دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

ii آیت مذکور میں اصل لفظ الساعۃ ہے جو

اصطلاحی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ قیامت کا لفظ ترجمہ میں استعمال ہوا ہے۔ ورنہ لعلہ للساعۃ عیسیٰ قیامت کی نشانی ہیں۔ قیامت کے قریب آئیں گے۔ اصل عربی لفظ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہرگز نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں قیامت سے مراد "تیسرے دن جی اٹھنا" ہے۔ علاوہ ازیں کس لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قصہ باطلہ قیامت سیح مشارا ہے؟

iii آیت کریمہ میں سیح (کی آمد ثانی) کو قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ اس کے برعکس پادری برکت صاحب لکھتے ہیں: جب عیسیٰ صلیح مصلوب تیسرے دن مردوں میں جی اٹھے تو یہ ان کی قیامت کی علامت اور نشان تھا۔ یعنی "قیامت سیح" قیامت کا نشان ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو جبکہ قیامت سیح واقع ہو چکی ہے تو قرآن کریم میں حتمی الفاظ میں "قیامت سیح" کو روز قیامت کی علامت قرار دینا کیسے جائز ٹھہرا کیونکہ آیت شریفہ میں پچھلے کسی قصہ کا ذکر نہیں ہے بلکہ آئندہ ظہور پذیر ہونے والی آمد ثانی کا ذکر ہے۔ پادری صاحب کے مفروضہ کے بموجب آیت میں قیامت سیح کا ذکر ہے تو لازم آتا ہے کہ قیامت سیح تا حال ظہور نہ ہوئی ہو بلکہ قریب قیامت ظاہر ہونی ہو۔

iv اور بے شک عیسیٰ قیامت کی علامت ہیں۔ سوہم قیامت کے باسے میں شک نہ کرو۔ پادری صاحب لکھتے ہیں "روز قیامت کے باسے میں شک نہ کرو جس طرح (باقی صفحہ پر)

## حفاظتِ قرآن کا قابلِ ردِ عقیدہ پادری کے ایل ناصر کو شہرینی

حفاظتِ قرآن کا مسئلہ امتِ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کسی زمانے میں بھی کسی مسلمان عالم یا فاضل نے اس پر تشکیک کی گنجائش نہیں دیکھی۔ البتہ روافض میں سے بعض کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم اصلی حالت میں محفوظ نہیں رہا۔ اس مسئلہ کو اگرچہ اس گمراہ فرقہ کے بعض مشاہیر علمائے دلائل کے ساتھ ثابت کرنے کی کوشش کی تاہم ان کا قریباً قطعاً بے دلیل و بے حجت ہے۔ دورِ حاضر کے مشہور ایرانی دانش ور اور مصنف جناب مرتضیٰ مطہری قرآن میں تحریف کے قائلین کو متعصب بیوردی اور عیسائی قرار دیتے ہیں۔ (دیکھیے ان کی کتاب وحی و نبوت ص ۶۹) عیسائی پادریوں کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح سے بائبل محرف کو قرآن کے بالمقابل لایا جائے یا پھر قرآن کریم کی عظمت و صداقت کے بارے میں شبہات ڈالے جائیں۔ چنانچہ اکثر لٹ پادریوں نے خود ساختہ مطالب اخذ کرتے ہوئے اور روایات کا تیا پانچہ کرتے ہوئے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سب کے سب ٹنہ کی کھل کے چپ ہوئے۔ پاکستان میں آجکل بالخصوص پادری صاحبان کے مجددین و محققین اس مسئلہ پر خامہ فرسائی میں مصروف ہیں۔ انہی میں سے ایک صاحب گوجرانوالہ تھیولا جیکل سیزنی کے چیف اور سبھی ماہنامہ "کلام حق" کے مدیر اعلیٰ پادری کے۔ ایل ناصر ہیں جو ماہرِ اسلامیات و عربی دان ہونے کی خوش فہمی میں مبتلا ہیں اور اس کا ثبوت

دینے کی کوشش میں بار بار نہ صرف شرمندہ ہوئے بلکہ اسلامی علوم کی مسمک خیز حد تک غلط تعبیر کے مرتکب بھی ہوئے۔ ۱۰ فروری ۹۰ء کو بذریعہ ڈاک ان کا ایک علمی مقالہ موصول ہوا جو ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اس میں نہ صرف پادری موصوف نے قرآن کریم کے متن کے بچھا کچھا ہونے کو "قطعاً قطعیہ قرار دیا بلکہ روایات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش نامراد کی کہ قرآن کریم کا متن محفوظ نہ رہا جس کو پڑھ کر بے اختیار لبوں پر یہ شعر آگیا ہے

پھر آج آئی تھی اک مرجہ ہر لئے غریب  
سنا گئی فسانے ادھر ادھر کے مجھے

آئیے پادری صاحب کی تحقیق کا مطالعہ بھی کریں۔

① مختصراً گزارش یہ ہے کہ قرآن کریم کا متن آنحضرتؐ کے زمانے میں لکھا جا چکا تھا تاہم ایک جامع و مرتب نہ تھا حضورؐ کی وفات کے بعد جنگِ یمامہ تک کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ قرآن کریم جمع ہو جانا چاہیے حضرت عمرؓ نے جنگِ یمامہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ اور حضرت زید بن ثابتؓ کو راضی کیا کہ اس وقت اس کی ضرورت ہے چنانچہ خلیفہ ابوبکرؓ نے زید بن ثابتؓ کے ساتھ پچھتر اصحاب کی جماعت مقرر کی جنہوں نے قرآن کریم کی ہر آیت کو دو گواہوں یعنی حفظ اور کتابت کے بعد لکھا جمع کیا۔ نہایت احتیاط کے ساتھ قرآن کریم کا مکمل متن ایک صیغہ میں جمع کیا گیا۔ اس نسخہ میں نسخہ آلودت

بقول ہی محفوظ نہیں رہتا۔ پادری برکت اللہ اپنی کتاب  
 "صحت کتب مقدسہ" میں لکھتے ہیں کہ  
 "قیصرہ روم کی ایذا رسانیوں اور حوادث  
 زمانہ کے دستبرد سے یہ ہزاروں نسخے نہ  
 بچ سکتے تھے اور نہ بچے۔" (صفحہ ۲۲)  
 پادری صاحب کی بیان کردہ عبارت کی روشنی میں یہی ثابت  
 ہوتا ہے کہ بائبل کا کافی حصہ ان نسخوں کی صورت میں  
 ضائع ہو گیا تھا۔

۶۔ لودام میں اپنے خودصیاد آگیا

⑦ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

"جب قرآن شریف مصحف میں یک جا ہو گیا

برسوں آپ (یعنی حضرت عمرؓ) اس کی تصحیح

میں سرگرم رہے اور بار بار صحابہؓ سے اس کے

مستحق مناظرے کیے۔ کبھی حق اس لکھے

ہونے کے موافق ظاہر ہوتا اور آپ اس کو ہی

حالات میں رہنے دیتے اور لوگوں کو اس کی مخالفت

سے منع کر دیتے اور کبھی اس کے خلاف ظاہر ہوتا

اس حالت میں آپ اس آیت کو پھیل دیتے

اور اس کی جگہ پر جو حق ثابت ہوتا لکھ دیتے۔"

(انوار الخفا ج ۲ صفحہ ۲۱۱)

اس پر پادری صاحب کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیے:

"مذہب بالا بیان کا مفہوم بالکل صاف ہے

کہ جس مصحف کو زید بن ثابتؓ نے حضرت عمرؓ

اور حضرت ابوبکرؓ کے حکم سے جمع کیا تھا اس

مجموعہ متن پر حضرت عمرؓ کو مطلق اعتبار تھا

اور آپ نے کئی برس اس متن کی اصلاح

ترمیم کی اور اس کی تصحیح میں آپ سرگرم رہے

اور صحابہ سے متن کی صحت اور عدم صحت

آیات اور سب سے احرف" بھی درج تھے۔ پھر حضرت عثمانؓ  
 کے زمانے میں جب دیکھا گیا کہ مختلف قرأت کی وجہ  
 سے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں جائز  
 قرار دیا تھا ملک میں باہمی پھیلنے کا خدشہ ہے کیونکہ ہر  
 کوئی اپنی قرأت کو درست کہتا تھا اور دوسرے کی قرأت کو  
 غلط تو حضرت عثمانؓ نے یہ کیا کہ مشاورت کے بعد قرآن شریف  
 کی صرف ایک قرأت کو جو کہ قریش کی تھی مروج کرنے کا حکم دیا۔  
 اس لیے یہ ضروری تھا کہ لوگوں کے پاس جو مختلف قرأت  
 والے نسخے ہیں ان کو ختم کیا جائے کیونکہ اس کے بغیر  
 باہمی ختم نہ ہو سکتی تھی لہذا حضرت عثمانؓ نے حضرت  
 ابوبکرؓ والے مصحف سے قرآن پاک کو نقل کر دیا اور حکم  
 دیا کہ قریش کی قرأت نقل کی جائے۔ اس نسخہ میں نسخہ اللہ  
 آیات کو بھی نکال دیا گیا۔ اس نسخہ کی سات نقل مختلف  
 مرکزی مقامات کو بھیج دی گئیں اور لوگوں سے باقی تمام  
 نسخے لے کر جلا دیے گئے اور صرف ایک معتبر نسخہ رائج  
 کر دیا۔ پادری صاحبان حضرت عثمانؓ کے اس کام کو تعریف  
 قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے اپنی مرضی  
 کی آیات رکھ کر باقی کو ضائع کر دیا جو کہ دلیل سے معزاً  
 ہے۔ پادری ناصر حضرت ابوبکرؓ کے جمع قرآن کے ضمن  
 میں لکھتا ہے کہ:

"قرآن شریف قاریوں کو زبانی یاد (حفظ) کرایا

گیا تھا۔ بہت سے قاری قتل یا مارے میں شہید

ہو گئے تھے۔ نامعلوم قرآن شریف کا کتنا حصہ

کس کس قاری کے ساتھ ہمیشہ تلف ہو گیا۔"

ہم عرض کرتے ہیں کہ پادری صاحب نے کم ضمنی کا ثبوت

دیتے ہوئے یہ سمجھا ہے کہ ہر قاری کو الگ الگ قرآن یاد

تھا یا ہر قاری کو پورا قرآن یاد نہیں تھا؛ تاہم اگر یہ تسلیم کر

لیا جائے تو خود بائبل کا متن بھی پادری صاحب کے

کے پاس میں سفرے کرتے ہے۔

بائبل میں لکھا ہے:

”جاہل اپنی حماقت کی منادی کرتا ہے۔“

(اشال ۱۲: ۲۳)

یز لکھا ہے: ”جاہل اپنی حماقت آشکارا کرتا ہے۔“

(اشال ۱۳: ۱۶)

حیرت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پرصوص کام اور محنت کو پادری صاحب الٹا نہیں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی رضا اور مشورہ ہی سے وہ مجموعہ متن تیار ہوا اور پادری صاحب اسے ان کے نزدیک ناقابل اعتبار ٹھہرا ہے۔

ہم وفا لکھتے ہے وہ دغا پڑھتے ہے

ایک نقطہ نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

پادری صاحب نے فقط اپنی مرضی کا بیان چنا۔ ایسے واقعات اکا دکا اور بے ارادہ ہوئے تھے۔ شاہ صاحب نے کتاب کے اسی صفحہ پر ان کی مثال کے طور پر دو واقعات بھی بیان فرمائے ہیں۔ ایک قصہ کے مطابق حضرت عمرؓ کیس جا ہے تھے کہ ایک آدمی کو آیت پڑھتے دیکھی (متین جیل) وہ صبح پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کو موسیٰ جہرا کہ وہ غلط پڑھ رہا ہے۔ احباب و اصحاب سے پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ صبح وہی ہے جودہ آدمی پڑھ رہا تھا۔ یہ مثال اس کی ہے جب کوئی آیت یا لفظ صحیح ثابت ہوا اور دوسرے قصہ کے مطابق ایک آدمی آیت میں تورات شاذہ کو تلا کر پڑھ رہا تھا۔ حضرت عمرؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے اصحاب اور اس قرأت شاذہ کے استاد ابی بن کعب وغیرہ سے معلوم کیا تو انہوں نے رجوع کر لیا اور حضرت عمرؓ کی بات مان لی۔ پادری صاحب کے دعویٰ کی حقیقت یہی ہے کہ انہوں نے تعصب کی نگاہ سے شاہ صاحب کے

بیان کو پڑھا اور لکھا ہے۔

خواہش کا نام عشقِ فائش کا نام حسن

اہل ہوس نے دوزوں کی مٹی خراب کی

پادری صاحب نے مقالہ کا نام ”قرآن شریف کے متن کا

تاریخی مطالعہ“ رکھا ہے اس لیے مختلف نسخہ جات کا

تعارف بھی ذکر کیا ہے۔ چونکہ ہم ”حفاظتِ قرآن“ کے بظاہر

پادری صاحب کے چیلنج کا سامنا کر رہے ہیں اس لیے ان

تعارف و تبصرہ وغیرہ پر بالذات بحث نہیں کر سکتے۔ پادری

صاحبان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع قرآن کو قرآن میں

رد و بدل کا تاریخی واقعہ قرار دیتے ہیں لہذا قرآن پاک کو حقیقت

”تالیفِ عثمانی“ کہتے ہیں۔ اس ضمن میں پادری صاحب

نو صرف رقم طراز ہیں:

”کتب احادیث و تفاسیر و تواتر سے ظاہر ہے

کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سوا بیس ہجرت میں ثابت ہوا

کے کسی اور کو قرآن شریف کے متن کو جمع

کرنے کے لیے شامل نہ کیا۔ حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ نے قرآن شریف کی تنزیل کو بدل ڈالا آپ

نے قرآن شریف کی سات قرأتوں کو شاذ یا اذ

ایک قرأت قریش مقرر کر دی۔ باقی کل حصہ

اور اوراق وغیرہ جو حضرت محمد صلعم کے زمانے

میں لکھے گئے تھے اور حضرات شہین کے

زمانے تک محفوظ چلے آئے تھے اور تہا

دہی تھے جبکہ خود حضرت محمد صلعم نے اپنے

کاتبوں سے لکھوایا تھا وہ قابلِ قدر اور

قابلِ حفاظت تھے ان سب کو جلا دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مہم میں تعاون نہ کرنے

والوں پر بے حد سختی کی مثلاً عبد اللہ بن مسعود

کے ساتھ، مردان بن حاکم (اصل نام حکم) ہے

نامرآنے حضرت ابرو بک اور حضرت عمر کا محنت شاکر (پادری صاحب کی عربی دانی کو داد دیکھئے صحیح لفظ شاکر ہے) سے جمع کیا ہر اقرآن اور عرق ریزی سے تصحیح کیا ہر اقرآنی متن بھی جلا ڈالا۔

ہم بالترتیب پادری صاحب کے دعویٰ کا سلاحہ کریں گے:

① یہ کنا کہ حضرت عثمان رضی عنہ نے زین بن ثابت کے سوا کسی کو جمع قرآن میں شامل نہ کیا تھا سراسر غلط ہے حافظ سیوطی امام بخاری کے حوالہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ

فامر زید بن ثابت و عبد الله بن الزبير وسعيد ابن العاص و عبد الرحمن بن العارث بن هشام فمسخوها في المصحف (الاتقان ج ۵ ص ۵۹) ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبد اللہ ابن زبیر، سعید بن العاص اور عبد الرحمن بن عارث بن ہشام کو نسخہ کو نقل کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے مصحف میں نقل کیا۔

② حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر قرآن شریف کی تزیل کو بدل ڈالنے کا جو الزام جہ پادری صاحب نے لگا یا ہے وہ حقیقت سے سراسر متضاد ہے۔ اس بات پر تو اتفاق ہے کہ قرآن کریم کی موجودہ ترتیب نزول قرآن کے مطابق نہیں لیکن یہ کسی انسان کا کارنامہ بھی نہیں کیونکہ جیسے جیسے وحی آتی جاتی تھی جبرئیل امین خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایات بھی دیتے تھے کہ اس آیت کو کون سی سورہ میں کون سے نمبر پر رکھنا ہے۔ قرآن کریم کو اسی طرح حفظ کیا گیا اور اسی طرح نقل کیا گیا۔

پادری صاحب کی ہوش مندی دیکھیں کہ سات قرآنوں کے مٹ جانے پر بھی اصرار فرما ہے یہاں اور قرأت قریش کو بھی مان ہے یہاں سے

بھری بزم میں راز کی بات کہ دی بڑا بے ادب ہوں سزا چاہتا ہوں بہر حال یہ الزام بھی مفروضہ اور ناقابل اعتماد سماع افزا پر مبنی ہے۔ علامہ ابن حزم رقم طراز ہیں:

واما قول من قال ابطل الأحرف الستة فقد كذب من قال ذلك ولو فعل عثمان ذلك او اراده لخرج عن الاسلام ولما مطل ساعة بل الأحرف السبعة كلها موجودة عندنا قائمة كما كانت مثبتة في القرآت المشهورة الماثورة (الملل والنحل ج ۲ ص ۵۷) ترجمہ: یہ کنا کہ عثمان نے چھ حرف (قرآتیں) ہٹا دیے ترجمہ کیا ہے وہ جھوٹا ہے۔ اگر عثمان نے ایسا کرتے یا ایسا کرنے کا ارادہ کرتے تو اسلام سے خارج ہو جاتے اور ایک امت بھی نہ ٹھہرتے۔ یہ ساتوں حروف (قرآات) ہمارے پاس موجود ہیں اور جیسے تھے ویسے ہی قائم ہیں مشہور و منقول ماثور قرآاتوں میں محفوظ و ثابت ہیں۔“

پادری صاحب کو اسلامی علم کی ہوا بھی لگی ہوتی تو اس قدر غلط بیانی نہ کرتے۔ بزم خویش محقق بننے سے کچھ نہیں ہو جاتا اس کے لیے کچھ قابلیت چاہیے ③ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خود لکھوائے ہوئے تبرکات وحی اور قابل قدر و قابل حفاظت مضامین و اوراق کے جلانے کا تذکرہ بالخصوص کیس نہیں بنا اور اگر جلا بھی دیا تھا تو وہ سارے تبرکات حضرت ابرو بک رضی اللہ عنہ نے نقل فرما لیے تھے۔ اس میں کون سی قیامت آگئی؟ حضرت ابرو بک اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا محنت شاکر سے جمع کیا ہر اقرآن بجنسہ ہمارے پاس موجود

ہے۔ علماء نے صحیح حدیثی اور جمع عثمانی میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ جمع عثمانی میں مسوخ آیات اور سبقت احرف نہیں تھے کیونکہ سبقت احرف کی اجازت ابتدائی دور اور حالات کے پیش نظر تھی اور بعد میں ان کی وجہ سے آنت میں فراق پیدا ہونے کا خدشہ تھا بلکہ تقریباً ہر جگہ تھا۔

④ حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ سختی اس لیے کی کہ وہ صحابہ کرامؓ کے اتفاق کے برخلاف کام کر رہے تھے۔ اس وقت آنت میں فراق ایک بہت بڑا حادثہ ثابت ہوتا اور پھر حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنے موقف پر اصرار بھی نہیں کیا بلکہ رجوع فرمایا تھا اور جمع قرآن کی مخالفت نہ کی تھی۔ حافظ ابن کثیر کی تاریخ میں لکھا ہے،

فاناب واجاب الى المتابعة وتترك

المخالفة۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۲۱۵)

ترجمہ: عبداللہ بن مسعود نے رجوع کر لیا اور

پیروی کرنے اور مخالفت ترک کرنے کا وعدہ کیا۔

ابن سعد کہتے ہیں کہ دونوں بزرگوں میں صلح صفائی ہو گئی تھی اور دونوں نے ایک دوسرے کے لیے استغفار کیا تھا۔

(دیکھئے طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۱۱۱)

اب ہم پادری صاحب کی پیش کردہ اس روایت پر بحث کریں گے جسکو انہوں نے نہ صرف موقع محل سے ہٹا

کر بلکہ اس کی مسلم تفسیر سے علیحدہ من مانی تفسیر کر کے

پیش کیا ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے اپنی

کتاب الاتقان فی علوم القرآن میں نسخ کی تیسری قسم

”فسوخ التلاوت“ کے تحت یہ روایت نقل فرمائی ہے:

عن ابن عمر قال ليقولن احدكم

قد اخذت القرآن كله وما يدريه

ما كله قد ذهب منه قرآن كثير ولكن

ليقل قد اخذت منه ما ظهر (ص ۲۱۵ ج ۲)

ترجمہ: عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی نہ کہے گا کہ میں نے سارا قرآن لے لیا ہے لیکن اس کو یہ معلوم نہیں کہ سارا قرآن کیا ہے۔ اس میں سے بہت سا حصہ چلا گیا ہے لیکن وہ یہ کہے کہ میں نے اس سے وہی چیز لی ہے جو کہ ظاہر ہوئی۔

اس پر پادری صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

”بعض لوگ حضرت ابن عمرؓ کے اس قول ”قد

ذهب منه قرآن كثير“ کی تاویل کرتے ہیں کہ اس

سے مراد وہ آیات ہیں جو مسوخ التلاوت تھیں لیکن یہ تاویل

بالکل غلط ہے کیونکہ اگر یہی تاویل مراد ہوتی تو ذہب

کے موضع نسخ فرماتے اور پھر اس کو قرآن کثیر نہ فرماتے اور

نہ اس پر افسوس کرتے کیونکہ مسوخ التلاوت آیات تو اس

قابل نہیں کہ نکال دی جائیں۔ کیا کوئی شخص ایسا ہوگا کہ وہ

اپنے ان اشعار یا عبارات پر افسوس کرے کہ جو جن کو خود اس

نے کاٹ دیا ہو یا نکال دیا ہو۔“

اس مقام پر بھی ہم اس عبارت کا شوق دار مطالعہ

کریں گے:

① یہ کہنا کہ قرآن کثیر ”سے مراد“ مسوخ التلاوت آیات

میں ”بعض“ کا نہیں بلکہ خود مصنف علیہ الرحمۃ کا قول ہے۔

آئیے دیکھیں کہ سیوطی اس روایت کو کس ضمن میں سمجھے

ہیں:

الضرب الثالث ما نسخ تلاوته دون

حكمه ... وامثلة هذا الضرب

كثيرة قال ابو عبيد حدثنا اسمعيل

بن ابراهيم عن ايوب عن نافع عن

ابن عمر قال ... (الاتقان ج ۲ ص ۲۱۵)

ترجمہ (نسخ کی تیسری قسم یہ ہے کہ تلاوت

مسخ ہو گئی ہو اور حکم باقی ہو اور اس قسم کے

سخ کی شائیں بہت ہیں (دلیل یہ ہے کہ) اربعیۃ نے کہا میں اسمعیل بن ابراہیم نے ارب سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا.....

جب صاحب کتاب نے خود اپنی مراد واضح کر دی پادری کس برتنے پر چیلنج کرتے پھر ہے ہیں۔ وہ کہ خالی ہاتھ پھیلائے نفا میں رہ گئے منتشر کچھ اس طرح ہستی کا شیرازہ ہوا

② ذہب اس لیے فرمایا کہ مسوخ اللوات آیات کا حکم باقی ہے فقط قرأت منوع ہے اور مسوخ الحکم واللوات اور مسوخ الحکم دونوں متوں میں حکم جو کہ مقصود ہے وہ فوت ہو چکا ہے اور اس قسم ثبات میں حکم باقی ہے لہذا نسخ کی بجائے ذہب فرمایا کیونکہ اصل مقصود چیز مسوخ نہیں ہوئی ہے۔ یہ ہے ساری روایت کی حقیقت جس کو پادری صاحب نے تہرانہ کر پیش کر دیا۔ قرآن کثیر فرمایا تو کیا حرج ہوا؟ کوئی وجہ بھی تو بیان فرمائیں!

باقی یہ کتنا کہ مسوخ اللوات آیات اس قابل نہیں کہ نکال دی جائیں۔ یہ پادری صاحب کی نام نہاد ملیت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ جس کو خود مسوخ التلاوة کہہ رہے ہیں اس کو باقی رکھنے پر اصرار کا آخر معنی کیا ہے؟ نیز پادری صاحب کی حاشیہ آرائی دیکھیے کہ خواہ مخواہ افسوس اور غم ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سر تھوپ رہے ہیں نامعلوم کس جملہ یا کس لفظ سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے؟ پادری صاحب سے گزارش ہے کہ اپنی ملیت کے جوہر دکھاتے ہوئے اس کی وضاحت فرمائیں!

قدّمین! پادری صاحب کے حفاظت قرآن پر اعتراضات کو ملاحظہ کرنے اور ان کی صحت و سقم کو

پرکھنے کے بعد ہم اس "قطعی نتیجہ" پر پہنچ چکے ہیں کہ قرآن شریف مجدد تعالیٰ اصل حالت میں نزول کے وقت سے لے کر ہم تک پہنچا ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ پادری صاحب نے یہ نہیں کہا کہ حضرت عثمان نے اپنی مرضی کی آیت بھی اس میں ڈال دی تھیں اور یہ امر واقعہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے بعد کسی دور میں بھی اس کا کوئی ثبوت پادری صاحبان پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ پھر یہ حقیقت کہ پادری صاحبان قرآن میں ادخال کا ازام نہیں لگاتے اس بات پر شاہد ہے کہ قرآن کریم سابقہ کتب کے برخلاف تحریف سے قطعی محفوظ و مصون ہے کیونکہ اگر قرآن شریف میں تحریف ممکن الوقوع ہوتی تو یہ صرف حضرت عثمانؓ کے دور کے ساتھ مخصوص اور صرف اخراج و ضیاع تک محدود نہ ہوتی۔ لہذا اس امر کی حیثیت محض مفروضہ اور دم و گمان سے زیادہ نہیں ہے۔ پادری صاحب کی قبیل کے حضرات فقط نام پیدا کرنے اور مغرب سے سیسی مشرروں کے لیے موصول ہونے والی بھاری رقم کو حلال ہتھ کرنے کے لیے اس قسم کی حماقتوں کا اظہار کرتے رہے ہیں جس کے بارے میں خود بائبل کا کناہ ہے کہ

'جاہلوں کا منہ حماقت اٹھاتی ہے' (اشالہ ۱۵: ۲) اور اس کا منہ تھیرا مانگتا ہے" (اشالہ ۱۸: ۶)

بقیہ بھارت میں اردو کا حال و مستقبل

ایک ایک سکول میں اردو جاری کرانے کے لیے ۲۵-۲۰ سال تک محنت کی ہے۔ اب تو ہر مقام کے اردو نواز حضرات کو سرگرم عمل برنا چاہیے۔ تاملین پر بیٹھ کر غم اردو کو بیان کرنا بھی اپنا ایک مقام رکھتا ہے، مگر اب وقت ہے عملی اقدام کا۔ حکومت کے نافذ کردہ قوانین کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔ مزید معلومات ریاستی انجمن ترقی اردو آتر پردیش جی ایم ۳ پرورنگ کالونی لکھنؤ سے حاصل کیجئے۔ (الشکر دیوبند ٹائمر)

## دوقومی نظریہ

### نئی نسل کو سمجھانے کی ضرورت

ایک ہی آدم حوا کی اولاد ایک علاقہ کے باسی، ایک ہی بولی بولنے والے، ایک ہی رنگ و نسل بلکہ ایک ہی شکم مادر سے پیدا ہونے والے دو افراد کو نظریہ اور عقیدہ دوقومی بنا دیتا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

”اللہ تعالیٰ کی بزرگ و برتر ذات نے تم کو

پیدا کیا۔ تم میں کوئی مومن ہے کوئی کافر۔ (تغابن) اسلامی اور غیر اسلامی عقیدہ کے حامل دو اشخاص کا دوقومیت میں تقسیم ہونا خدائی عمل ہے۔ ظاہر ہے کہ ایمان و توحید کے حامل کا قلب و کردار و اعمال طبیعت و افتاد الغرض زندگی کے ہر شعبہ میں ایک مومن عزیز مومن سے مختلف ہے۔ اس لیے کہ مومن کے لیے محور و ذات حق تعالیٰ ہے جن سے وہ زندگی کے ہر موڑ پر رشد و ہدایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے حاصل کر کے قدم اٹھاتا ہے۔ وہ ہر ایک کی غلطی سے آزاد ہر کرمکل طور پر ذاتِ برحق کی غلطی میں آجاتا ہے پھر وہ اپنے آپ کو مکلف سمجھتا ہے کہ اپنے ماحول و سوسائٹی کو بھی اسی نظریہ کی دعوت پوسے و ثوق کے ساتھ لے کر انفرادی اور اجتماعی حیات اسی میں ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

”اے ایمان والو! تم خدا و رسول کی مکمل اطاعت

کو لازم کرنا کہ اس میں تمہاری زندگی ہے۔“

یہی وہ عظیم فکر تھی اور عالی نظریہ تھا جس نے برصغیر کے بسے والوں چاہے وہ سب علاقائی اور لسانی طور پر متحد تھے، دوقومی بنا دیا اور ان کا جغرافیائی اتحاد نظریاتی اختلاف کے سامنے تارِ عنکبوت بن گیا۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، پھر تحریکِ خلافت کے روحِ رواں اور اورہما کے سلم زعماء اسی نظریہ کے علمبردار تھے۔ برصغیر کے عوام کی مسلم اکثریت نے بھی اٹھارہویں صدی اور ہندو ایک ساتھ ایک پرچم تلے زندگی نہیں گزار سکتے جبکہ ان کا عقیدہ ایمان تہذیب و تمدن الگ الگ ہے۔

مسلمانوں نے مسلم لیگ کے پرچم تلے قائد اعظمؒ، لیاقت علی خان مرحوم، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر علی خانؒ اور اپنے دیگر زعماء کی قیادت میں ایک ایسے خطہٴ ارض کا مطالبہ کیا جہاں وہ اسلامی نظریات اور اصولوں کے مطابق زندگی بسر کریں۔ وہ اسلامی ثقافت کے مطابق نشوونما پائیں اور اسلام کے عدلِ عمرانی کے اصول پر آزادانہ طور پر عمل کر سکیں۔ اسی لیے تو پورے برصغیر میں ہر موڑ سے نچتے لکھے پڑھے ان پڑھوں کی ورد زبانی تھا۔ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ۔

متحدہ ہندوستان کے وہ علاقے جہاں مسلمانوں کے آبادی اقلیت میں تھی اور انہیں یقین تھا کہ وہ پاکستان کے نقشے سے بعید ہیں وہ بھی اسی مطالبے کے منوانے اور اسی نظریاتی مملکت کے قیام کے لیے جہاد میں پیچھے نہ تھے بلکہ ان کو قیامِ پاکستان کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ان میں سے کچھ کو اپنے موطن و مولد کو چھوڑ کر ہجرت کا عظیم عمل کرنا پڑا اور خونی دریا عبور کر کے پاکستان پہنچے۔ محمد وہی مقیم ہے اور ہندو سماج کے ظلم کا آج تک نشانہ بن رہے ہیں۔ مسلم قوم کی مالِ دجانی اور بیش بہا قربانیوں کے صدقے وجود میں آنے والی ارضِ پاک کی

حدود میں شریعت اسلامیہ کا نفاذ اس کا بنیادی حق اور مابشر  
قیام ہے جس سے سربراہانِ ان تمام قربانیوں کو ضائع  
کرنے کے ساتھ ساتھ ان اکابر سے دھوکا اور اس رب  
العالمین سے غداری ہے جس کے نام کا کٹر پڑھ کر اس  
کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ کس قدر ڈر مٹائی ہے ان بے باک اور  
بطینیت افزاؤں کی چاہ ہے وہ کسی بھی طبقہ یا کسی بھی سیاسی  
جماعت سے ہوں جو آج قیام پاکستان کے مقصد کی کچھ  
اور تغصیر کر کے نظر بیاٹی تحریف کے جرم کے مرتکب ہوئے ہے  
میں حالاً کو قائد اعظم نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں مملکت کے پہلے  
گورنر جنرل کی حیثیت سے اپنے خطاب میں انہوں نے  
یہ فرمایا: "پاکستان کا قیام جس کے لیے ہم گذشتہ دس سال  
سے مسلسل کوشش کر رہے تھے اب خدا کے فضل سے ایک  
حقیقت ثابتہ بن کر سامنے آچکا ہے لیکن ہمارے لیے اس  
آزاد مملکت کا قیام ہی مقصود نہیں تھا بلکہ ایسے عظیم مقصد  
کے حصول کا ذریعہ تھا۔ ہمارا مقصد یہ تھا کہ ہمیں ایسی  
مملکت مل جائے جس میں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں  
اور جس میں ہم اپنی اسلامی روشنی اور ثقافت کے مطابق  
نشوونما پالیں اور اسلام کے عدل عمرانی کے اصول پر  
آزاداً عمل کر سکیں۔"

دوقومی نظریے کے عظیم قرآنی تصور نے مختلف لسانی  
اور علاقائی انسانی کے مجموعوں کو ایک اور صرف ایک قوم  
بنادیا پھر ۱۹۴۷ء میں دنیا کے نقشے پر ایک عظیم اسلامی  
سلطنت کو وجود بخشا جس سے پورے عالم کے مسلمانوں کی  
بہت توقعات وابستہ تھیں اور ان کو دل خوشی تھی کہ اسلام  
نام پر قائم ہونے والی یہ نئی ریاست اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور  
ان کی عظمت رفتہ کو واپس لانے کا سبب بنے گی مگر قسمتی  
سے برسرِ اقتدار طبقہ کی اکثریت نظریہ پاکستان سے قلبی دشمنی  
طور پر لا تعلق تھی پھر نظریہ دشمن عناصر کی ریشہ دوانیاں

اسی طرح عظیم مقصد سے انحراف نے حالات کو  
۱۹۶۱ء میں ملک دو ٹکٹوں میں تقسیم کر دیا اور اس عظیم حادثہ کے بعد بھی  
پاکستان کے اہل اقتدار نے نظریہ پاکستان کی عملی طور پر پاموشی  
کرنے کے بجائے اپنے اقتدار کی حفاظت میں تمام تر قوتوں  
کو صرف کر دیا تو علاقائی اور لسانی بنیادوں پر نئے قوتوں نے  
جنم لیا۔ مزید قوتوں میں تقسیم ہونے کا احساس پیدا ہو گیا۔  
کاش کہ ہماری آنکھیں کھل جائیں۔ اسے کاش کہ ہم جان لیں  
اہل اقتدار بھی اور عوام من حیث القوم کہ ہمارے معاشرے  
کی تمام خرابیوں کی جڑ اور ہمارے تمام حقوق کے استحصال کا  
موجب نظریہ پاکستان سے علائق انحراف ہے۔ اگر ہم وطن  
عزیز کو اس کا بنیادی حق دلا دیں اور اسلامی نظام کی تنقید  
سے کم کسی مطالبے کی تسلیم ہی نہ کریں تو ہماری تمام شکایتیں  
بھی دُور ہو جائیں اور انفرادی اور اجتماعی مسائل کا حل  
بھی بطریقِ احسن ہو۔ اپنے اسلاف کی ارواح کو سکون بخشیں  
ہماری طرف سے ان کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کرنے  
کی بہترین صورت یہ ہے۔ خدائے ذوالجلال سے کیے گئے  
وعدے کا ایسا بھی ہو جائے گا۔ قربانی دینے والوں کی قربانوں  
کی بھی قدر ہوگی آئندہ نسلیں کی بھی بہترین خدمت، جن  
کی اسلامی اصولوں پر نشوونما اور ذہنی و فکری تربیت بھی  
مادی تربیت کے ساتھ ساتھ ہمارے ذمہ ہے ان کی اصلاح  
سے ہم آرام سے رہیں گے اور عند اللہ ماجور ہی نہیں بلکہ ان  
کے عملی اور ذہنی بگاڑ پر ہم سے باز پرس ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ  
علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "والد کی طرف سے اولاد کے لیے  
بہترین تحفہ اس کی اعلیٰ تربیت ہے" اولاد اور نئی نسلیں  
کو ان کے اس حق سے محروم رکھ کر نہ ہم اس دنیا میں  
پر سکون زندگی گزار سکتے ہیں نہ آخرت میں ان کے شرے محفوظ  
رہیں گے قرآن حکیم میں ہے بگڑی ہوئی نسلیں اپنے بڑوں  
اور بزرگوں کے لیے اپنے سے دگنے عذاب کا (باقی ص ۴۰ پر)

# بھارت میں

نشانِ اُردو  
کے نام کی سب سے زیادہ  
اُردو کا  
حالِ مستقبل  
کے خط

سرکاری دفاتروں میں درخواست کے ساتھ ساتھ جانا پڑتا ہے تب جا کر کام ہوتا ہے۔ اردو والوں کے حالات کچھ زیادہ سخت ہیں مگر محنت اور لگن سے کام ہو جاتا ہے، اس لیے سب اردو دوستوں سے اپیل ہے کہ حکومت نے اُردو کو جو مراعات دی ہیں ان کو اپنے حلقوں میں بروئے کار لانے کی ذمہ داری اب اُردو والوں کی ہے۔ اردو محبت کے معنی ہیں کہ اس کی عملی خدمت کی جائے۔

حکومت اردو کو دوسری سرکاری زبان تسلیم کرنے کے بعد اپنی ذمہ داریوں سے ایک حد تک سبک دوش ہو جائے گی اور اُردو کا حلین دوبارہ شروع صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اتر پردیش کے ہر گوشہ میں ان مراعات کو عملی جامہ پہنایا جائے۔

اس کے علاوہ ہماری مانگ یہ بھی ہے کہ تحصیل میں کم از کم دو اُردو میڈیم سکول سرکار اپنے خرچ سے چلائے گا اس میں قباحت یہ ہے کہ پچھوہ بھی ہمارے لیے ایک مسئلہ بن جائیں گے مثلاً بی۔ ٹی۔ سی (بیک ٹیچرس ٹریننگ) سینٹروں کو لیجئے۔ یہ بیک ٹریننگ کالج (اردو) انجمن کی درخواست پر ٹیچروں کو اُردو تعلیم دینے کے لیے وجود میں آئے تھے اور اب یہاں سب مضامین پڑھاتے ہیں سوائے اُردو کے۔ ان کالجوں کی لائبریری کے لیے حکومت اب تک دو تین لاکھ روپے تو دے ہی چکی ہوگی مگر ایک پیسے کی بھی امداد نہیں فرمائی گئی ہے۔ اگر ان میں سے کوئی کالج جن کی تعداد ۴۲ ہے مجھے اپنی متعلقہ لائبریری میں کسی ایک سال کی مالی امداد سے اردو کی کتابوں کے خریدنے کی رسید اور کتابیں دکھائے تو میں اپنا بیان واپس لے لوں گی اور معافی مانگ لوں گی۔ ان حالات کے پیش نظر ہمارا مطالبہ ہے کہ بی۔ ٹی۔ سی پاس شدہ ٹیچروں کو عام ٹیچر تصور کیا جائے اور اس میں

سب کو یاد ہوگا کہ تقسیم ہند کے بعد اردو کا حلین آپ سکولوں وغیرہ میں سرکاری طور پر ختم کر دیا گیا تھا اور پھر دستور ہند کی دفعہ ۳۲۳ کے تحت یہ طے پایا تھا کہ حکومت ہند کی سرکاری زبان ہندی ہوگی جو دیوناگری رسم الخط میں لکھی جائے گی اور پھر ۱۹۵۱ء میں دفعہ ۳۲۵ کے تحت ہندی کو ری۔ پی کی سرکاری زبان بنا دیا گیا اور اُردو کے وجود کو نظر انداز کر دیا گیا۔

ہم اردو والوں نے پنڈت کشن پرشاد کو دل صاحب کی زیر قیادت دستخطی مہم کا آغاز کیا اور سانی تعصب کی تلواروں کی چھاؤں میں دستخطی مہم کامیابی سے ہم کنار ہوئی تھی۔ وقت گزرتا گیا اور اُردو کا کارواں چلتا رہا، اور جس ریاست میں اردو کا وجود سرکاری طور پر ختم ہو گیا تھا اس کو درجہ آٹھ تک ذریعہ تعلیم بنانے کی اجازت مل گئی اور اب ہماری مانگ ہے کہ دسویں درجہ تک اُردو کو ذریعہ تعلیم تسلیم کر لیا جائے۔

اردو کورس کی کتابوں کو شائع کرنے کا ایسا بندوبست کیا جائے کہ وہ سیشن شروع ہونے سے پہلے پورے صوبے میں باسانی دستیاب ہو سکیں وغیرہ۔

مگر ان مراعات کو عملی جامہ پہنانے میں جن دفتروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے وہ کام کرنے والے ہی جانتے ہیں یہ صرف ہمارے ساتھ حکومت ہی کا بڑا دن نہیں ہے،

ہرنا چاہیے۔ وہ یہ کہ حکومت ہند پر سے ملک میں جہات کے خلاف ایک تعلیم بالغان مہم چلاتی ہے۔ شامل، تگلو، بنگالی وغیرہ غرضیکہ ٹیڈول ۸ میں شامل ہر زبان کے لوگ اس مہم میں شرکت کر رہے ہیں، سوائے اُردو کے۔

انجمن کی کوششوں سے اردو ڈائریکٹوریٹ سے ایک خط نمبر کیپ / بیگ / زبان - ۲ - ۲۶۸۳ - ۲۷۸۰ - مورخہ ۹ - ۱۳ '۸۹ یو پی کے ہر بیگ شکشا اڈھیکاری کے نام جاری ہو گیا ہے کہ وہ ۱۵ دن کے اندر اندر ڈائریکٹوریٹ کو بتائیں کہ ان کے حلقے میں کس قدر اُردو تعلیم بالغان کی کلاسیں کھولی جاسکتی ہیں۔ ظاہر ہے بیگ شکشا اڈھیکاری صاحبان اس طرف کچھ خاص توجہ نہ دے پائیں گے اس لیے یہ کام اب مہمان اُردو کا ہے کہ وہ بالعموم امدان کے پتوں کے لیے اُردو کلاسیں کھولنے کے لیے بیگ شکشا اڈھیکاری صاحبان کو خود ہی لکھ دیں کہ ان کے حلقے میں کن کن محلوں میں اتنا کتنی کلاسیں ان پڑھ مردوں، عورتوں اور بچوں کی کھلی سکتی ہیں ساس کے بعد چپ نہیں بیٹھنا ہے انہیں یاد دہانی کرانا ہے۔ جی۔ ایس۔ اے اور ضلع کے تعلیم بالغان افسر سے بھی طنا ہوگا۔ اس تجویز پر عمل کیا۔ مثلاً مجھے آج ہی اطلاع ملی ہے کہ گھنٹو شاخ کے ایک سرگرم کارکن جناب جمال علی نے اس تجویز پر عمل کیا اور بدقت تمام ان ضلع کے تعلیم بالغان افسر نے تعلیم بالغان کتبوں کے KITS دیئے مگر اس میں اُردو کی کوئی کتاب نہیں تھی۔ اب اس کی شکایت بھی جناب نرائن دت تیواری جی سے کی جا رہی ہے۔ توقع ہے کہ جلد ہی اُردو کا سیٹ KITS بھی تیار ہو کر اُردو والوں کی خدمت کے لیے آجائیں گے مگر برطوں سے اُردو کٹ کی مانگ کی ضرورت ہے یہ سب کام پورے صوبے میں عملی جا رہے ہیں سکتا ہے بشرطیکہ آپ حضرات خود پیسے اپنی وہ زمانہ گیا جب کچھ مقامات پر انجمن کے کارکنوں نے (باقی صفحہ ۲۹)

مکمل تعلیم کر کوئی قباحت بھی نہیں ہوگی صرف سائن بورڈ ہی تو بد بنا ہوگا۔

اس تمام جدوجہد سے بچنے کے لیے ہمارا مطالبہ ہے کہ ہر تحصیل میں کسی اچھے دواردو مکتبوں یا پرائیویٹ اردو سکولوں کو حکومت اپنالے، ٹیچروں وغیرہ کی تنخواہ دے تاکہ حکومت کے تعاون سے یہ مکتب یا سکول اپنا معیار تعلیم بلند کر سکیں اور پھر جلد ہی ان کو اردو میڈیم ہائی سکول میں تبدیل کر دیا جائے۔ اس جگہ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ صوبہ میں اس وقت ۸۱۴ گرانٹ یافتہ مکتب ہیں اور ہم ان مکتب کی کھوج کر رہے ہیں جن کو پہلے گرانٹ ملی تھی اور اب بند ہو گئی ہے تاکہ ان کی گرانٹ پھر سے جاری کرائی جاسکے۔ اس کے علاوہ ہم نے حکومت سے یہ بھی طے کیا ہے کہ ان امداد یافتہ مکتب کا انتظام موجودہ ناظم صاحبان کے ماتحت میں پہلے کی طرح رہے اور اگر حکومت کا دخل ذرا بھی ہوگا تو اُردو تعلیم کا مقصد فوت ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ سرکاری جی۔ او۔ فبر ۵۹ - ۱۱ - ۱۱۷ / ۱۰۴۵۳ مورخہ ۲۱ اگست ۵۹ء کی رو سے اردو میں جبراً بیچارہ، بغیر ہندی توجہ لگائے جاسکتے ہیں اور اس پر عمل سب سے پہلے قاضی عدیل عباسی مرحوم ایڈووکیٹ نے ہستی میں کیا اور جب تک وہ زندہ ہے اس پر عمل ہوتا رہا۔ میں قاضی صاحب کی مثال ادھر بار بار دے رہی ہوں تاکہ ہائے وکیل صاحبان اس طرف توجہ فرمائیں اور عدالتوں کی کچھہریں میں اُردو کا مہین پھر سے عام ہو جائے۔

میں جانتی ہوں کہ اب یہ کام آسان نہیں ہے لیکن میں اگر اپنی مادری زبان سے محبت ہے تو یہ کرنا ہوگا۔ ایک بڑی کامیابی انجمن کو یہ ہوئی ہے جس کو سچو کا لانے کے لیے یو پی کے ہر کونے میں مہمان اُردو کو سرگرم عمل

# جہادِ آزادی کشمیر اور پاکستانی قوم کی ذمہ داری

منظر آباد سے کشمیر کی ایک حیثیور بھی کے مکتوب

کشمیری حریت پسند اس وقت فیصلہ کن جہادِ آزادی میں مصروف ہیں اور مہاجرین کی ایک بڑی تعداد بھارتی فوج کے مظالم سے تنگ آکر سرحد عبور کر چکی ہے۔ آزاد کشمیر کا دارالحکومت منظر آباد کشمیری مہاجرین کے سب سے بڑے کیمپ کی حیثیت اختیار کیے ہوئے ہے۔

کشمیری مہاجرین کے احوال اور جہادِ کشمیر کے بارے میں منظر آباد سے ایک حساس اور ریٹور خاؤن نے اپنے دو عزیزوں جناب شیخ خورشید اوزار اور جناب شیخ محمد یوسف کے نام مکتوب میں اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کیا ہے اور پاکستانی قوم کو اس سلسلہ میں اس کے فرائض کی طرف توجہ دلائی ہے۔ مکتوب کے چند حصے قارئین کی خدمت میں پیش کیے جا رہے ہیں۔ (اداریہ)

کی تسلی کے لیے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان نوجوان مہاجرین کی اپنی خاص رحمت سے مدد فرما رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے رب نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری نسبت کو قبول فرمایا ہے اور گنہگار اقیوں کو ان کی دعاؤں کے سایے میں لے لیا ہے۔

گذشتہ ماہ ۲۴ لوگوں کا قافلہ جن کی عمریں ۱۵ سال سے ۲۴ سال کے درمیان تھیں برفانی پہاڑ عبور کرتا ہوا سرحد کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک ان کی نظر بھارتی فوجیوں پر پڑی۔ یہ لوگ برفیاری میں محفوظ ہوتے ہیں لیکن یک نیت موسم صاف ہو گیا اور بھارتیوں کے شارز چمکتے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ ان کے گروپ لیڈر نے مجھے بتایا کہ موت کو سامنے دیکھ کر ہم نے میدان بدر کی دعا دہرائی کہ اے اللہ! اپنے دین کی سرنگی کے لیے ہمیں دشمن سے نجات بخش۔ میں اسی

دقت شہر میں کم از کم دس ہزار کشمیری لڑکے فروکش ہیں۔ ان کے قیام و طعام کا بندوبست بہر حال ہماری ذمہ داری ہے۔ لوگوں نے اپنے ڈرائنگ روم ان کے لیے خالی کیے ہوئے ہیں۔ محلوں میں خیمے بھی لگے ہوئے ہیں جہاں عارضی طور پر مہاجرین آزادی قیام پذیر ہیں۔ موجودہ حالات میں عوامی تعاون ہی بہترین حکمت عملی ہے۔ حکومت جتنا کر رہی ہے اتنا ہی مناسب ہے۔ ہم نے پاکستان کی انشاء اللہ تکمیل بھی کر لی ہے اور پاکستان کو بچایا بھی ہے۔ اہل کشمیر پاکستان کے سچے عاشق ہیں۔ اب وہ اہل پاکستان کو اپنی آزادی کے لیے کسی مصیبت میں ڈران نہیں چاہتے۔ انہوں نے بھارت کی گردن پکڑی ہوئی ہے۔ اگر اس نے جھٹلا کر پاکستان پر حملہ کیا تو ہم ایک ایک کو کے شہر بچایا گے اور بھارت کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑیں گے آپ

دقت دھند چھاگئی اور ایک دوسرے کو دیکھنا بھی مشکل ہو گیا۔ ہم نے اسے تائید غیبی سمجھ کر رفتار دگنی کر دی۔ ابھی ایک پہاڑ پر چڑھنا ماتی تھا۔ ہمارے حلق خشک ہو گئے اور زبانیں موٹی ہو گئیں۔ سب نے اپنے جوتوں میں پگھلی ہوئی برف سے لب تری کیے۔ سب کے پاؤں 5000 سے زخمی تھے لیکن ہم بڑھنے چلے گئے۔ ڈھان گھٹنے دُھند ہا، اُد پر سایہ نکلن رہی اور جب ہم سرحد کے قریب پہنچے تو دھوپ نکل آئی۔ اچانک ہمیں زچوں کے شارز پھر چلتے ہوئے دکھائی دیے۔ غالباً ہم بھٹک کر کپٹ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ ہم اپنے سر بازوؤں میں چھپا کر اُلٹے لیٹ گئے تاکہ شہادت کی صورت میں ہمارے والدین ہمارے سپرے پھان ملکیں۔ اتنے میں فوجی بھاگتے ہوئے ہمارے قریب آئے اور جنت کی سی آواز آئی۔ السلام علیکم Boys! You

- ARE WELCOME TO AZAD KASHMIR

گذشتہ دنوں ڈیڑھ سو لاکھوں کا قافلہ سرحد عبور کر رہا تھا کہ یہ لوگ مٹھی سے راستہ بھول کر بھارتی فوجوں پر پہنچ گئے۔ ان میں سترہ لاکھ بھدراہ سے اباجی کی ٹیلی سے ہیں۔ بھارتی فوجیوں کو دیکھ انہوں نے پاکستان زندہ باد اور اللہ اکبر کے نعے بلند کیے۔ بھارتیوں نے سمجھا کہ آزاد کشمیر کے جو شیٹے لاکھ بھیر کوئی جلوس وغیرہ نکال کر سرحد عبور کر گئے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے دائر لیس پر پاکستان آرمی کے میجر کوگالی دے کر کہا کہ تمہارے یہ لاڈلے پھیرا دھرا گئے ہیں انہیں واپس لے جاؤ ورنہ ہم فائر کھول دیں گے۔ انہوں نے سرحد کو کھیل بنا رکھا ہے۔ ہمارے میجر نے انتہائی منت سے گزارش کی کہ ہم انہیں خود سزا دے لیں گے۔ آج کل سکولوں، کالوں میں چھٹیاں ہیں اس لیے یہ سزا نہیں

کر رہے ہیں۔ ہم ان کی طرف سے معافی مانگتے ہیں۔ چنانچہ پاک آرمی کے جوان خود بھارتی سرچوں میں جا کر انہیں بحفاظت لے آئے۔ ہمیں اپنی بے مثال فوج کی دشمنی اور بہادری پر فخر ہے۔ یہ مومن کی نصیرت اور علیؑ کے جگر سے سرحدوں پر چرکس اور ہر دم مصروف ہیں۔ اب زری کو کچھ بٹڈر پمپٹر آباد کے لوگوں نے جو چڑھ کے تخت پر پرچم لگایا تھا پاک فوج نے بھارتیوں کو یہ پرچم اتارنے کی جرات نہیں کرنے دی کیونکہ یہ ہمارے بچوں نے اپنا خون دے کر لگایا تھا جواب پوری آب و تاب سے لہرا رہا۔ برٹش فرنٹ کے کمانڈر انچیف ملک سینین کی خبر تو آپ نے ٹی۔وی پر سنی ہوگی۔ اس بات کی تصدیق ہوگئی ہے کہ وہ سلامت ہیں اور محفوظ مقام پر مصروف جہاد ہیں۔ اڈل تو چار منزلہ عمارت سے چھلانگ لگا کر بنجیا ہی جمال ہے پھر سری نگر کی کرنیو زوہ سڑک پر آرمی کی حفاظت میں ایوبو نیس سے فرار اور بھی نالکھن ہے، لیکن اس صری میں ایسا ہوا ہے اور یہ کسی محزن سے کم نہیں۔ میں سب باتیں آپ کو اس لیے لکھ رہی ہوں تاکہ آپ کو یقین آجائے کہ آپ لوگوں کی دما میں ہمیں پہنچ رہی ہیں۔ پاکستان قوم دنیا کی منفرد اور بے مثال قوم ہے۔ اگر قیادت قائم و اعظم جیسی میٹر آجائے تو اس قوم میں دنیا کی امامت کرنے کی تمام تر صلاحیتیں موجود ہیں۔ ۲۰ برس میں جو کچھ اس قوم کے ساتھ سلوک ہوا ہے اگر کسی اور کے ساتھ ہوا ہوتا تو پوری قوم پاگل ہو جاتی لیکن پاکستانیوں کے صبر و ہمت اور استقلال کی مثال نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سمیت جان قوم سے ضرور کوئی خاص کام لینا ہے۔ اسی لیے اس کی آزمائش بھی لازمی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے یورپ کے تربیت یافتہ مٹھی بھر خواص کو ہدایت دے اور ان کے دلوں میں رحم د خدا خونی بھر دے

یہ بے حیائی اور بے ایمانی ترک کر کے ملک سے کھینکا  
چھوڑ دیں اور انتشار کا راستہ بدل لیں۔ ایک مضبوط اور  
ستھ پاکستان اہل کشمیر اور اہل افغانستان کا ناقابل  
تسخیر قلعہ ہے بلکہ اسلامی بلاک کے خواب کی تعبیر ہے  
کیا آپ دس کروڑ پاکستانیوں میں چار کروڑ بھی ایسے  
نہیں جو اپنے خرچے پر جمع ہو کر اسلام آباد جائیں اور ملکوں  
کی منت کریں کہ ہم اس وقت تک یہاں سے نہیں جائیں  
گے جب تک آپ میاں نواز شریف، نواب اکبر بگٹی اور  
الطاف حسین کو دل سے تسلیم کر کے انہیں اپنا دوست  
سمجھنے کا اعلان نہیں کرتے۔ اسی طرح اتنے ہی لوگ  
میاں نواز شریف، نواب بگٹی اور الطاف حسین کی خدمت  
میں حاضر ہو کر ان کا گھیراؤ کریں کہ آپ وفاق حکومت  
کی اطاعت اور تعاون کا اعلان کریں۔ ایک خوبصورت  
جمہوری طرز عمل ہی اب مغربوں کے زہر کا تریاق بن

سکتا ہے۔ عوام کا شعور بیدار ہو تو حکمرانوں میں سیاسی  
پختگی خود ہی آجاتی ہے۔ بترہ عوام لیڈروں کو ان  
کے حال پر چھوڑ دیں اور خود اپنا جمہوری حق استعمال کریں  
قوم بیدار ہو تو سیاسی کاروبار کی دکانیں خود بخود بند چلائی  
میں۔ میزروں کے سوئے اور عوامی رائے کی خرید و فروخت  
تمبھی ممکن ہے جب لوگ مایوسیوں کے گرداب میں گھسیں  
جائیں اور اپنی قسمت کے فیصلے خود نہ کر پائیں۔ آپ  
لیڈروں کو ان کے حال پر چھوڑ کر خود مروج در مروج قافلہ  
در قافلہ اٹھیں اور حکمرانوں کو باور رکھیں کہ انہیں امریکی  
سفیر مسٹر رابرٹ اورکے کے سامنے اپنی صفائیاں پیش  
کرنے کی بجائے آپ کے سامنے اپنا عہد نبھانا ہے اور  
ملک مفادات کی مخالفت کرنا ہے۔ اس وقت اللہ کا خوف اور اس  
احکامات کی پابندی کے علاوہ قوی جرات و غیرت ہی ہماری آئندہ نسل  
کی آزادی و سلاحتی کی ضمانت بن سکتی ہے۔ اپنا انفرادی جمہوری فرض ادا کریں۔

## الشریعة اکیڈمی کے زیر اہتمام مضمون نویسی کا پہلا سہ ماہی النعیمی مقابلہ

سرمون، ”کیا اسلامی قوانین انسانی حقوق سے متصادم ہیں؟“

مقابلہ میں صرف دینی مدارس کے طلباء حصہ لے سکتے ہیں۔ اہل السنۃ والجماعۃ کے کسی بھی مکتب فکر سے تعلق  
رکھنے والے مدرسے کے طلب علم مستم مدرسہ کی طرف سے اپنے علم ہونے کی تحریری تصدیق کے ساتھ مضمون بھیجا سکتے ہیں  
مضمون الشریعہ کے چھ تا آٹھ صفحات پر مشتمل ہو۔ جذباتیت اور لفظی سے گریز کرتے ہوئے منطقی استدلال کے  
ساتھ اپنے موقف کا اظہار کیا گیا ہو اور ۱۵ جرن تک اکیڈمی کو موصول ہو جائے۔

پروفیسر غلام رسول عظیم، حافظ مقصود احمد ایم اے اور پروفیسر حافظ عبید اللہ عابدی پر مشتمل بورڈ اول، دوم اور  
سوم گانے والے مضامین کا فیصلہ کرے گا اور بورڈ کا فیصلہ آخری ہوگا۔

اول آنے والے مضمون پر دو سو روپے کا کتب اور ایک سال کے لیے ماہانہ ”الشریعہ“، دوم آنے والے مضمون  
پر ڈیڑھ سو روپے کا کتب اور ایک سال کے لیے ماہانہ ”الشریعہ“، سوم آنے والے مضمون پر ایک سو روپے کی  
کتب اور ایک سال کے لیے ماہانہ ”الشریعہ“ بطور انعام جاری کیا جائے گا اور تینوں مضامین ماہنامہ  
”الشریعہ“ میں شائع کئے جائیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

منیجر، ڈائریکٹر الشریعہ اکیڈمی، پوسٹ بکس نمبر ۳۳۱، گوجرانوالہ

# مثیل موسیٰ کون ہے؟

ادنیٰ کے حوالے سے ایک دلچسپ بحث



کراچی سے مشہور نیکل عبداللہ مسیح نے سیالکوٹ کے پادری برکت اے خان کا رسالہ اعجاز "کون ٹیل بری" ہے" بھیجا جسے پڑھ کر پادری صاحب کی کج نمائندگی اور علم و عقل کے دیوالیہ پن سے آگاہی ہوئی۔ چنانچہ صفحہ ۴۹ پر لکھتے ہیں:

"کتاب مقدس کے خداوند نے جن چوپایوں میں سے چار جانور حرام قرار دیے بزرگ موسیٰ نے ان کی بابت قریت شریف میں لکھا ہے "تم ان کو یعنی اونٹ اور خرگوش اور سامان کو نہ کھاؤ کیونکہ جگالی کرتے ہیں لیکن ان کے پاؤں چرے ہوئے نہیں سو یہ تمہارے لیے ناپاک ہیں" (استثناء ۱۴: ۷-۸)

خان صاحب مزید لکھتے ہیں:

"مثیل موسیٰ کے دکلاؤ کو چاہیے کہ وہ ثابت کریں کہ مثیل موسیٰ نے بھی ان چاروں جانوروں کو ناپاک اور حرام قرار دیا تھا اور ان کی لاشوں کو ہاتھ لگانے سے منع کیا ہے"

صفحہ ۵۰ پر لکھا ہے:

"پس جو شخص کسی حرام جانور کو حلال اور

حلال جانور کو حرام قرار دیتا ہے وہ مثیل موسیٰ نہیں ہو سکتا"

جو اب اعراض ہے کہ بائبل استثناء ۱۴: ۷ میں ہے کہ "چوپایوں میں سے جس جس کے پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہیں اور بھی جگالی بھی کرتا ہو تم اسے کھا سکتے ہو..."

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اونٹ اس معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں؟ یعنی ① جگالی کرنا ② پاؤں الگ اور چرے ہوئے ہونا۔

① اونٹ جگالی کرتا ہے: اونٹ کے جگالی کرنے کا کسی کو بھی انکار نہیں۔ خود بائبل کا بیان ہے کہ "اونٹ کو کیونکہ وہ جگالی کرتا ہے"۔ حبار ۱۱: ۴۔ یعنی اونٹ کی جگالی پر مزید بحث کی چنداں ضرورت نہیں۔

② اونٹ کے پاؤں: یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اونٹ کے کھڑے پاؤں (چرے ہوئے ہوتے ہیں)۔ راقم المحدث نے خود کئی میسائیوں کو ساتھ لے کر اونٹ کے پاؤں دکھائے تو ان کی بے بسی دیدنی تھی۔ بعض نے کہا کہ اونٹ کے تو صرف کھڑے ہوئے ہیں نہ کہ پاؤں کا گوشت، جو اب اعراض ہے کہ بائبل نے بھی کھڑوں کا چرا ہڑا ہونا ہی مشروط ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو استثناء ۱۴: ۷ کی عبارت گور مکھی بائبل سے

"اتے پٹوال دچوں براک پٹو جدے کھر پائے ہوئے ارتھات کھراں دے دو" (۲) دکھو دکھ حصے ہون اتے اگال کرن والا ہرے"

ثابت ہوا کہ پاؤں کا گوشت نہیں بلکہ کھڑوں کا چرا ہڑا ہونا مشروط ہے۔ گائے بھینس اور بکرے کے بھی کھڑے ہی چرے ہوئے ہوتے ہیں نہ کہ پاؤں کا گوشت، البتہ پاؤں کے درمیان گوشت میں بھی ہلکی سی گہرائی ہوتی ہے

کو حلال اور حلال جانور کو حرام قرار دیتا ہے وہ شیل موسیٰ نہیں ہو سکتا، (کن شیل موسیٰ ہے، ص ۱۵۱)۔  
 نہ علم نہ عقل نہ نبہم نہ شعور  
 انہیں دیکھو کہ نازاں کس بات پر ہیں

### بقیہ: انسانے حقوق

چلے جائیں۔ اس مقصد کے لیے مؤد حرام کیا گیا ہے۔ زکوٰۃ فرض کی گئی، مال غنیمت میں شس مقرر کیا گیا، صدقات کی تعیین کی گئی۔ مختلف قسم کے کفاروں کی ایسی صورتیں تجویز کی گئیں جن سے دولت کے بہاؤ کا رخ معاشرے کے غریب طبقات کی طرف پھرجائے۔ میراث کا ایسا قانون بنایا گیا کہ ہر مرے والی کی چھوٹی ہوئی دولت زیادہ سے زیادہ وسیع دائرے میں پھیل جائے۔ اخلاقی حیثیت سے بغل کو سخت قابل ہمت اور فیاضی کو بہترین صفت قرار دیا گیا۔ غرض وہ انتظامات کئے کئے کہ دولت کے ذرائع پر بالدار اور با اثر لوگوں کے اجارہ داری قائم نہ ہو اور دولت کا بہاؤ اسیروں سے غریبوں کی طرف ہر جائے۔

### ۳) ناپ تول میں کمی نہ ہو

وزن اور پیمانے پورے کر دو، لوگوں کو ان کی چیزوں میں گناہ نہ دو، (اعراف آیت ۸۵)  
 انسان کے معاشی حقوق میں سے یہ بھی ہے کہ خریدار کو اس کے پیسے کے بدلے میں پوری اور بے میل چیز ملے اسلام تجارت میں دیات داری کو ایک پالیسی سے زیادہ ایک فرض کے طور پر ابھارتا ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ دارالسلام)

بایر کوٹہ

بھ:

جو کہ اونٹ کے پاؤں میں بھی موجود ہے جبکہ کھڑے عینہ عینہ دو حصوں میں تقسیم ہیں، یعنی اونٹ دونوں معیاروں پر پورا اترتا ہے۔ جنگالی بھی کرتا ہے اور اس کے کھر بھی چرے ہوئے ہیں۔ قارئین استنثار ۱۴: ۷۰-۸ کے مذکورہ حوالہ کو پڑھ کر بائبل مقدس کے خدا کی علمیت کو داد دیں۔

واضح ہو کہ کتاب استنثار ۱۸: ۱۸  
 شیل موسیٰ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جبکہ عیسائیوں کے نزدیک وہ شیل موسیٰ بنی یسوع ہیں... اب ہم پادری صاحب کا اعتراض لیتے ہیں جو کہ انہوں نے مسلمانوں پر کیا ہے کہ وہ ثابت کریں کہ شیل موسیٰ نے بھی ان چاروں جانوروں کو ناپاک اور حرام قرار دیا تھا اور ان کی لاشوں کو ہاتھ لگانے سے منع کیا تھا۔ پادری صاحب! "خدا اور بزرگ موسیٰ" کے قرار دیے ہوئے نہ صرف ان چاروں بلکہ تمام حرام جانوروں کو یسوع کے "شیل موسیٰ یسوع" نے پاک ٹھہرایا ہے۔ (دیکھو قرآن ۸۱) موجودہ سیمیت کے بانی پرنس کا قول ہے: "جو کچھ تھا بانی کی دکانوں پر لکتا ہے وہ کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب سے کچھ نہ پوچھو کیونکہ زمین اور اس کی سموری خداوند کی ہے اگر بے ایمانوں میں سے کوئی تماری دعوت کرے اور تم جانے پر راضی ہو تو جو کچھ تمہارے آگے رکھا جائے اسے کھاؤ اور دینی امتیاز کے سبب سے کچھ نہ پوچھو۔"

(۱- کرختیوں ۱۰: ۲۵-۲۷)

یسوعوں کے شیل موسیٰ نے ان چاروں جانوروں کو کیا ہی خوب حرام اور ناپاک ٹھہرایا تھا جس کا مطابہ مسلمانوں کے شیل موسیٰ سے کیا جا رہا ہے یا للعیب!

پادری صاحب! گلے میں لٹکی ہوئی صلیب پر ہاتھ رکھ کر کہتے کیا اب بھی یسوع کو شیل موسیٰ مانتے ہو؟ جبکہ خود آپ کا ہی قول ہے: "پس جو شخص کسی حرام جانور

لڑکی صمت مندی تھے کو جنم دے دے لیکن ہمارے معاشرے کے یہی مائل و دانش ور، مفکر و محقق کتب احادیث میں جب یہ پڑھتے ہیں کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تزوجھا  
وہی بنت ست سنین وادخلت علیہ  
وہی تسع و مکثت عنده تسعا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۷)  
ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ  
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا جب آپ نے  
چھ سال کی تھیں اور جب آپ کی رخصتی ہوئی تو آپ نے  
زوال کی تمہیں اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث  
بارکت میں زوال رہیں۔

ترہا سے یہ دانش ور و مفکر صرف حضرات محدثین کو بڑا بھلا  
کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں بلکہ خود حدیث پاک  
پر سے بھی بے اعتمادی پیدا کرنے کے لیے کافی حد تک  
مصروف جہاد ہو جاتے ہیں حالانکہ نو دس سال کی عمر میں  
شادی کا ہونا کوئی معیوب نہیں۔ خود یانے پاکستان جناب  
محمد علی جناح صاحب کے بائے میں لکھا ہے کہ:

نو عمر جناح لگ بھگ ۱۵ سال کے تھے  
اور دہن ۹-۱۰ سال کی۔ (جنگ لندن ۳۱ مارچ ۱۹۰۹)  
سوا م واقع یہ ہے کہ صحیح البخاری کی مذکورہ روایت جھلی  
اور موضوع نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ یہی وجہ ہے  
کہ مفسرین و محدثین و فقہاء کرام نے اس روایت کی روٹی  
میں بہت سے مسائل و احکام اخذ کئے جس سے یہ بات  
روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ان حضرات گرامی قدر  
کے نزدیک یہ روایت صحیح اور سنی بر حقیقت ہے لیکن  
بڑا بر عقل کے ترازو پر ہر چیز توڑنے والوں کا کہ انہوں  
نے جہاں اور بہت سے عقائد و مسائل پھینک دیئے  
کے نشتر چھوئے انہیں میں سے (باقی صفحہ پر)

# ۹ نوسالان

حافظ محمد اقبال زنگری ناچپڑ

تک میں ایک نوسال لڑکی نے ایک صمت مند  
بچے کو جنم دیا ہے۔ نو عمر ماں کے ڈاکٹر  
کا کتا ہے کہ زچہ و بچہ ٹھیک ہیں۔ اس لڑکی نے مغربی  
شہر انڈیا میں آپریشن کے ذریعے لڑکے کو جنم دیا ہے۔  
انہوں نے کہا کہ جہاں تک انٹرنیشنل میڈیکل ریویچر کی سسٹم  
کا تعلق ہے دنیا کی نو عمر ترین ماں کی عمر پانچ برس ہے، تاہم  
ترکی کے ریکارڈ کے مطابق اس سے قبل ملک کی نو عمر ماں  
کی عمر بارہ سال تھی۔ لڑکی کو جب ہسپتال لایا گیا تو وہ آٹھ  
ماہ کی حامل تھی۔ (جنگ لندن ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء)  
قارئین کرام نے پہلے بھی یہ خبریں پڑھی ہوں گی  
کہ مارچ ۱۹۹۰ء نے نوسال کی عمر میں (جنگ ۱۰ اپریل ۱۹۹۰ء)  
اور مارچ ۱۹۹۰ء نے بھی نوسال کی عمر میں لڑکی کو جنم دیا تھا۔  
(قت لندن ۲۱ جنوری ۱۹۸۹ء) اور مذکورہ خبر میں بھی یہ ہی  
ہے پھر اسی میں "نو عمر ترین ماں کی عمر" بھی پیش نظر ہے۔  
یوں تو ماریا۔ ارتھا اور مذکورہ لڑکی کا دنیا کی کم سن  
ماں بن جانا ایک عجوبہ سے کم نہیں اور کئی لوگ اسے تسلیم  
کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے لیکن یہ واقعہ خواہ کتنا ہی  
عجیب و غریب کیوں نہ ہو چونکہ وجود میں آچکا ہے اس لیے  
ہر خاص و عام، دانش ور و مفکر اس کی سچائی و اصلیت  
کا احترام کیے بغیر نہیں رہ سکتا اور کسی کی زبان پر یہ  
نہیں آتا کہ یہ کیونکر اور کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک نوسال

نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر لگا کر بیعت کی اور سعدؓ نے بھی بیعت کی۔ اسی طرح امام احمد بن حنبلؒ "مسند احمد" میں صحیح کے ساتھ روایت نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنے خطاب کے دوران جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا حوالہ دیا کہ: "الانتم من قریش" حکمران قریش میں سے ہوں گے تو حضرت سعد بن عبادہؓ نے اس کی تصدیق کی اور فرمایا: "فانتم الامراء ونحن الوداد" پس تم امیر ہو گے اور ہم تمہارے وزیر ہوں گے۔ اس لیے بیعت صدیق اکبرؓ سے حضرت سعد بن عبادہؓ کے انکار کی روایات درست نہیں ہیں اور صحیح بات یہی ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ رضہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔

### سر سید احمد خان اور جہادِ آزادی

**سوال** ۱۸۵۴ء کے جہادِ آزادی میں سر سید احمد خان کا کردار کیا تھا؟ حافظ محمد علی صدیقی © لیتے

**جواب** ۱۸۵۴ء میں سر سید احمد خان ضلع میرٹھ میں سرکاری ملازم تھے اور انہوں نے جہادِ آزادی کے دوران مسلمانوں کے خلاف انگریزی حکومت کا دل کھول کر ساتھ دیا۔ سر سید احمد خان نے ۱۸۵۴ء کے معرکہ حریت پر "اسباب بغاوت ہند" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جس میں اپنے باپوں میں ایک انگریز افسر مرہبان کریم کرپٹ کے مندرجہ ذیل ریمارکس نقل کیے ہیں:

"تم ایسے نیک حلال نوکر ہو کہ تم نے اس نازک وقت میں بھی سرکار کا ساتھ نہیں چھوڑا اور باوجود بجزور کے ضلع میں ہندو اور مسلمانوں میں کمال عداوت تھی اور ہندوؤں نے مسلمانوں کی حکومت کو مقابلہ کر

## اپنے پوچھا

### تے تے

**ت** حضرت سعد بن عبادہ اور بیعت صدیق اکبرؓ

**سوال** عام طور پر تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اور پھر آخروں تک اپنے اس انکار پر قائم رہے تھے۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

محمد معادیہ © کراچی

**جواب** جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد انصارِ مدینہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے جانشین رسولؐ کے طور پر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے انتخاب کا فیصلہ کیا۔ بیعت کی تیاری ہو رہی تھی کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے صورتِ حال کو تیز کر کے ساتھ سنبھال لیا۔ چنانچہ بحث و تمحیص کے بعد بالآخر حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ منتخب کرنے پر اتفاق رہے ہو گیا اور تمام حاضرین نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ تاریخ کی بعض روایات میں آتا ہے کہ اس موقع پر حضرت سعد بن عبادہؓ نے بیعت سے انکار کر دیا تھا لیکن یہ روایات درست نہیں ہیں کیونکہ مشہور مورخ طبری نے جہاں انکار کی روایت نقل کی ہے وہاں ایک روایت میں یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں: "فتابع القوم و بايع سعد" کہ حاضرین

تھے۔ اس ہنگام میں کوئی بات بھی مذہب کے مطابق نہیں ہوئی۔ سب جانتے ہیں کہ سرکاری خزانہ اور اسباب جرائمات تھا اس میں خیانت کرنا ملازمین سے نیک حرامی رنی مذہب کی رو سے درست نہ تھی۔ صریح ظاہر ہے کہ بے گناہوں کا قتل علی الخصوص عورتوں، بچوں اور بڑھوں کا مذہب کے موجب گناہ عظیم تھا پھر یہ ہنگامہ مذکور کیونکر جہاد ہو سکتا تھا ہاں البتہ چند ذرات نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پر راکرنے اور جاہلوں کو بھگانے کو اور اپنے ساتھ جمعیت کرنے کو جہاد کا نام لے دیا پھر یہ بات بھی مضدوں کی حرامز دگیوں میں سے ایک حرامز دگی تھی نہ واقع میں جہاد؟ (ص ۹۲)

### نشہ کی حالت میں مرنے والے کا جنازہ

(سوال) جو شخص نشہ کی حالت میں مرجائے اس کا جنازہ پڑھنا چاہیے یا نہیں؟

عبد اللطیف ◉ گورنر

(جواب) نشہ کرنا خواہ وہ کسی چیز سے ہو حرام ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد درگراہی ہے۔ "مَنْ مَسَّكَ حَرَامٌ" ہر نشہ آور چیز حرام ہے نشہ کرنے والا شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب اور فاسق ہے لیکن اس سے کافر نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اسی حالت میں مر گیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ حضرت مولانا ظفر رحمانی اسی نوعیت کے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے امداد اللہ علیہ جلد اول ص ۲۵ میں لکھتے ہیں کہ:

"شراب کے نشہ میں مرنے سے ایمان زائل نہیں ہوتا۔ ایمان کفر سے زائل ہوتا ہے۔ (بالی ص ۲۵)

کے اٹھایا تھا جب ہم نے تم کو اور رحمت خلائک صبا بہادر ڈپٹی کلکٹر کو ضلع سپرد کرنا چاہا تو تمہاری نیک نیت، اچھے چال چلن اور نہایت ہرندی سرکار کے سب ہندوؤں نے جوڑے رئیس اور ضلع میں نامی چودھری تھے سب نے کمال خوشی اور نہایت آرزو سے تم مسلمانوں کا اپنے پر حاکم بنانا قبول کیا بلکہ درخواست کی کہ تم ہی سب ہندوؤں پر ضلع میں حاکم بنائے جاؤ اور سرکار نے بھی ایسے وقت میں تم کو اپنا خیر خواہ اور نیک طلال نکر جان کر کمال اہتمام سے اسے ضلع کی حکومت تم کو سپرد کی اور تم اسی طرح وفادار اور نیک طلال نکر سرکار کے رہے۔ اس کے صلے میں اگر تمہاری ایک تصویر بنا کر پشت پشت کی یادگاری اور تمہاری اولاد کی عزت اور فخر کو رکھی جائے تو بھی کم ہے۔" (ص ۱۹۲)

یہ تراکمز حکام کے تاثرات ہیں اور جہاد، ماہ کے باسے میں جس میں حضرت حاجی امداد اللہ ہاجر کی مولانا محمد قاسم نازوی، مولانا رشید احمد لنگوہی، حافظ ضامن شہید، مولانا سرفراز علی شہید، مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا رحمت اللہ کیراوی، مولانا عبدالقادر لہویازی، جنرل بخت خاں اور سردار احمد خان کھول جیسے مجاہدین شریک ہوئے سرسید احمد خان کے اپنے تاثرات کی تھے وہ خود سرسید مدخان کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیے:

"عز کرنا چاہیے کہ اس زمانہ میں جن لوگوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا ایسے خراب اور بد رویہ اور بد اطوار آدمی تھے کہ بجز شراب نوشی، قمار بینی اور ناچ رنگ دیکھنے کے کچھ دریغ ان کا نہ تھا یہ کیونکر پیشوا اور مقتدا جہاد کے کہے جاسکتے



تحریر: عظیم قاری محمد عمران مغل  
فاضل عربی بی۔ اے  
درجہ اول مستند لائبر

## گنڈھیا

### جوڑوں کا دریا وجع المفاصل

عربی زبان میں جوڑوں کے درد کو وجع المفاصل کہا جاتا ہے۔ اگر یہ جوڑ اپنا اپنا کام ٹھیک طرح سے کرتے ہیں تو انسانی زندگی نہایت پرسکون گزر سکتی ہے۔ صحت کا دار و مدار بڑی حد تک جوڑوں کا ہی رہن منت ہے۔ اسی لیے امت مسلمہ کو ہر جوڑ کے بدلے میں روزانہ شکر ادا کرنے کی تعلیم بھی دی گئی ہے۔ خدا نخواستہ اگر جراثیم ہی اگر اعصاب اور جوڑ کسی وجہ سے متاثر ہو جائیں تو پھر آپ جوان ہو کر بھی بڑھے ہیں۔ جن حضرات کے اعصاب (پٹھے) اور جوڑ تندرست رہیں گے ان کی عمر بھی زیادہ ہوگی۔ طب اسلامی اور ایرانی میں انسانی جوڑوں کے دردوں کو الگ الگ ناموں سے تعبیر کیا گیا ہے مثلاً گھٹنوں کے درد کو وجع المفاصل، انگلیوں کے جوڑوں کے درد کو درد فقرس سرین کے درد کو وجع الورک پھر سرین سے شروع ہو کر نیچے ٹخنے تک ہونے والے درد کو مرق النساء کہا جاتا ہے۔ مطلق گھٹنے کے درد کو وجع الارک بھی کہتے ہیں۔ حکماء متقدمین اور طب اسلامی کے اصولوں کے مطابق اس مرض کے پانچ بڑے اسباب ہیں۔ مگر ان پانچ اسباب کو سمجھنے کے لیے صرف ان دو حالتوں کو ہی سمجھ لینا کافی ہے

۱۔ وجع المفاصل حار۔ یعنی پہلے تیز بخار کے ساتھ جوڑ متورم ہو کر شدید درد پیدا ہوگا۔ خاصاً گھٹنے اور

انگلیوں کا درد تڑپائے گا۔ وجع غلبہ خون یا غلبہ صفرا ہوگا اور یہ غلبہ شراب نوشی، گوشت خوری، ہر وقت پیر شکم رہنا، ورزش کا فقدان، موروثی استعداد، مٹھائی کا زیادہ استعمال کرنا، بارش میں اکثر بیٹھنے رہنا، نڈار گلہوں پر بود و باش اختیار کرنا، بھگے کپڑے دیر تک پہننے رکھنا، فساد ہضم موسم کی تبدیلی، سخت جسمانی محنت کسی ضرب یا چوٹ کا لگنا، متعدی امراض کا حملہ ایسی جگہ رہنا جہاں یکایک ہوا مرطوب اور ٹھنڈی ہو جاتی ہے مثلاً ایر کنڈیشن کمرے، استورات کا حیض بند ہو جانا یا اولاد اس کثرت سے پیدا ہونا کہ پیسے بچے کا درد کا زمانہ ختم نہ ہو اور وغیرہ وغیرہ۔ وجع المفاصل حار اگر کافی عرصے تک ہے تو اس سے خلاف قلب میں ورم پیدا ہو کر دل کے امراض کا مزید خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ جدید اصطلاح میں بورک ایٹھ کا جمع ہونا بھی دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے یعنی وہ مادہ جسے گرنے خون وغیرہ سے صاف نہ کر سکیں تو وہ جوڑوں میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ زیادہ سہولت اور آسانی کے لیے عرض کرتا چلوں کہ اگر درد زیادہ اور تڑپا دینے والا ہو اور بخار بھی ہو تو درد کی جگہ سرخ اور گرمی خون سے چڑھوں گی تو اب غلبہ خون پر ہوگا۔ اس لیے خون کی خرابی اور خون کے تقاضوں کی طرف توجہ دیں۔ اگر درد شدید مگر جلن کے ساتھ ہو بخار بھی لرزہ کے ساتھ بار بار ٹوٹے اور پھر چڑھے اس کا ذائقہ تلخ ہو تو غلبہ صفرا ہوگا۔

۲۔ وجع المفاصل بارد۔ اس کی وجوہات جسم میں بلغم کی زیادتی یا خلط سودا کی زیادتی (یاد رہے کہ علم طب میں چار اخلاط کا خصوصیت سے ذکر ہے) یا غلبہ ریاح یا مذکور بالا اخلاط میں سے کسی خلط کا احتراق یا وہ خلط اپنی تعریف پر پوری نہ اتر سکے وغیرہ وجع المفاصل بارد تقریباً پوری عمر جیسا نہیں چھوڑتا۔ یہ درد دردی کے موسم میں نسبت

۲ مجرب اور کم خرچ نسخہ۔ چھوٹی کالی ہڑ کے پر سے چار ٹکڑے کریں، کم یا زیادہ نہ ہوں شرط ہے۔ چھ ماثریہ ٹکڑے رات مزدوریات سے فارغ ہو کر نہ میں ڈال کر تازہ پانی سے نکل لیں اور چبانا بالکل نہیں۔ یہ بھی شرط ہے۔ پھر صبح سویرے اٹھ کر ایک پاؤں دودھ کبری یا گائے کا کچال لیں۔ پرانا درد ایک ماہ میں اور عام درد ایک ہفتہ میں بالکل ختم۔

کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے جوابی الفاظ پتہ لکھا ہوا حکیم قاری محمد عمران مغل، ماہنامہ الشریعت، مرکزی جامع مسجد گجرانوالہ پاکستان

بِقَدْرِ رِاحَتِ لَعْلَمِ لِسَاعَةِ كَسِي تَفْصِيْلٍ

عیسیٰ مسیح مردوں میں سے جہاں نکلے تھے اسی طرح روزِ قیامت تم بھی زندہ کیے جاؤ گے۔

معلوم ہوتا ہے پادری صاحب آیت کی تشریح کرتے ہوئے پادریانہ وجد میں آگے تھے۔ بھی یہ تو ٹھیک ہے کہ روز قیامت ہائے شک کرنے والوں کو تنبیہ ہے لیکن اس کو مسیح کے مردوں میں سے اٹھنے سے کیا ربط و علاقہ ہے؟ پادری صاحب آیت کریمہ سے قیامت مسیح اور صلیبی موت کا اثبات کرنے تو چل نکلے ہیں لیکن عربی زبان سے ناواقف، اصول تفسیر سے بے گانگی اور غیر اعلیٰ کے باعث اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے البتہ اسی شوق میں مجھوٹا لٹوا سی کا مظاہرہ ضرور کر بیٹھے ہیں۔ بہتر ہوتا اگر کسی مسلم عالم سے اس کی تفسیر دریافت کرتے اور آیت کریمہ کی سلسلہ تفسیر سے پیچہ آزمائی نہ کرتے جس کے نتیجے میں وہ اپنی علمیت کا جائزہ بیچ چوراہے خود ہی چھوڑ بیٹھے

طرے باد صبا ای ہر آدرہ تست

نہ:

گرمی کے زیادہ ستانا ہے اور پھر سردی کی باتوں کو تمنا سے مریض تائے گنتا رہتا ہے البتہ دن کو سورج کی تپش سے سکون ملتا ہے۔

ایک درد اور بھی ہے جسے عرق النساء کہتے ہیں عرق النساء ایک رگ کا نام ہے جو سرین کے نیچے سے نکل کر ران اور پٹلی کی کھپیلی جانب سے نکلنے تک آتی ہے یہ درد کبھی ایک ٹانگ کبھی دونوں میں ہوتا ہے اس کی وجہ (منقرس) یعنی چھوٹے جوڑوں کا درد یا وجع المفاصل کا پہلے سے ہرنا یا اس کا مریض رہنا یا فساد خون یا بدن میں آتشک کا مادہ (یا دوسرے آتشک اور سوزاک مرورث امراض ہیں۔ یہ نسل در نسل چلتی ہیں اور اٹھویں، دسویں، بارہویں تک کی پشت کو بھی متاثر کر سکتی ہیں) سرد جگہ اٹھنا بیٹھنا، قبض رہنا، پشت کے مہرے تازہ ہرنا یا پیڑ کا ماؤن ہرنا وغیرہ۔

پڑھنا اور علاج چادل، گوشت ہرسم، ماش کی دال، اردو ٹھانی

اور میدہ کی بنی ہوئی ہرسم کی اشیاء ایئر کنڈیشن برف کا استعمال، آئس کریم ہرسم کی رنگ برنگی برقیں اور شربت برف میں گلی ہوئی برقیں اور تمام مصنوعی خوردنی اشیاء سے پرہیز کر کے کچھ دن اصل اور فطری زندگی کو اپنائیں اور قدر خدا کا مشاہدہ کریں۔ ان شاء اللہ سو فی صد افاقہ ہوگا جدید سائنس نے دنیا کو اتنا آرام دہا اور حسین بنا دیا ہے کہ ہر ایک اس کا دلدادہ ہو کر اپنی صحت برباد کر رہا ہے۔ دنیا کی حقیقت تو اسلاف نے یہ فرمائی تھی کہ

بڑی کا فرہ ساحرہ ہے یہ دنیا

باطن خبیثہ بطن ہر سمینہ

۱ کسی بھی دریا خانہ کی معجون سورنجان نے کہ حسب

ہدایت لکھا میں سو فی صد افاقہ ہوگا ان شاء اللہ۔



## نبوی لیل و نہار

تالیف امام احمد بن شعیب النسائی<sup>۱</sup> المتوفی ۲۰۳ھ  
ترجمہ مولانا محمد اشرف فاضل لفرۃ العلوم  
صفحات ۶۷۰ کتابت و طباعت عمدہ  
خوبصورت مضبوط جلد قیمت ایک سو تیس روپے  
ملنے کا پتہ مکتبہ حسینیا، قذافی روڈ، گوجرانوالہ  
یہ کتاب امام نسائی<sup>۲</sup> کی معروف تصنیف  
"عمل الیوم واللیلہ" کا اردو ترجمہ ہے جس میں امام  
نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جناب سرور کائنات صلی اللہ  
علیہ وسلم کے شب و روز کے اذکار اور روزمرہ فریضات  
کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و  
ہدایات کو جمع فرمادیا ہے۔ امام نسائی<sup>۳</sup> امت مسلمہ کے  
عظیم محدثین میں سے ہیں جن کی شہرہ آفاق تصنیف  
سنن نسائی کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع  
سب سے بڑی اور مستند کتابوں (صحاح ستہ) میں شہرت  
کا درجہ حاصل ہے اور امام نسائی جیسے جلیل القدر محدث  
کا نام سامنے آجانے کے بعد کتاب کی اہمیت اور افادیت  
کے بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔  
مدرسہ لفرۃ العلوم گوجرانوالہ کے فاضل استاذ  
مولانا محمد اشرف نے انتہائی عرق ریزی کے ساتھ اس کتاب  
کا ترجمہ کیا ہے اور ہمارے مخدوم و محترم حضرت مولانا  
سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ العالی کی تجویز پر اس کا نام

"نبوی لیل و نہار" رکھا گیا ہے۔ کتاب علم سے نایاب تھی  
مولانا محمد اشرف علمی حلقوں کے شکر یہ کہ مستحق ہیں کہ انہوں  
نے "عمل الیوم واللیلہ" کا اردو ترجمہ اصل متن کے ساتھ  
شائع کر کے اہل علم کو اس سے استفادہ کا موقع فراہم  
کیا ہے۔

## تقویٰ باطنی کمال کا معیار

انادات شیخ الاسلام مولانا محمد عبداللہ درخواری  
مرتب مولانا فضل الرحمن درخواستی

ناشر جامعہ محزن العلوم عید گاہ حائپر ضلع حیم یاران  
حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ  
درخواستی دست برکات تم ہمارے دور کی ان برگزیدہ علمی  
روحانی شخصیات میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے علم و عمل  
کے متنوع کمالات سے نوازا ہے اور انہیں مخلوق خدا  
کے ایک بڑے حصے کی ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ بنایا  
ہے۔ حضرت درخواستی مدظلہ نے درس و تدریس، وعظ و  
نصیحت، ذکر الہی اور علماء کی سیاسی قیادت کے محاذوں  
پر پورن صدی سے زیادہ عرصہ تک متحرک کردار ادا کیا ہے اور  
اب بھی بڑھاپے، بیماریوں اور کمزوری کے باوجود اس سلسلہ  
کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا وعظ و خطاب کا اپنا  
ایک مخصوص انداز ہے جس میں جذب کا پہلو غالب ہوتا ہے  
اور وعظ و نصیحت کے بے باک انداز پر جذب کا یہ پرتو  
ہی ان کی امتیازی خصوصیت ہے جو ان کے عقیدہ مندوں  
کے لیے کشش کا باعث بنتی ہے اور ان کے سامعین  
گھنٹوں ان کے سامنے محو کیف رہتے ہیں۔

زیر نذر رسالہ حضرت درخواستی مدظلہ کے ایک خط  
پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے تقویٰ کی حقیقت، معیار  
کی صفات اور تقویٰ کے تقاضوں پر اپنے مخصوص

صفحات ۲۰ کتابت و طباعت معیاری

سنے کا پتہ مکتبہ حنفیہ اردو بازار گوجرانوالہ

بزم شیخ السنہ گوجرانوالہ نے گذشتہ سال مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں مولانا محمد سعید الرحمن طلوی نے اپنے مخصوص انداز میں ایک مضمون پڑھا۔ یہ مضمون ان کی نظر ثانی کے بعد زیر نظر رسالہ کی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔

بغیر کی تحریک آزادی اور پاکستان میں نفاذ اسلام کی جدوجہد میں مولانا غلام غوث ہزاروی ایک زندہ اور متحرک کردار کا نام ہے۔ اس بے لوث اور فعال کردار کے مختلف زاویوں کو صحیح طور پر نئی نسل کے سامنے لانا صرف ان کا بلکہ نئی نسل کا بھی حق ہے اور مولانا طلوی نے اپنے مضمون میں ایک حد تک کوشش بھی کی ہے، لیکن مضمون پر ان کا مخصوص ناقدانہ رنگ غالب ہے۔ اگر اس کے ساتھ وہ معلوماتی مواد کا توازن بھی قائم کر لیتے تو مضمون کی افادیت بڑھ جاتی۔ بہر حال مولانا طلوی اور بزم شیخ السنہ تبریک و تسلیم کے مستحق ہیں کہ اس نفسا نفسی کے دور میں جبکہ بزرگوں کو قبول جانے کی روایت فیشن کا رنگ اختیار کر چکی ہے۔ انہوں نے مولانا ہزاروی کی یاد کو تازہ رکھنے کی کوئی صورت تو نکالی۔ فیضانِ اہم اللہ احسن المجرأ

بیتہ آسب نے پرچھا

اور یہ فعل کفر نہیں بلکہ معصیت کبیرہ ہے۔ پس یہ شخص مسلمان ہے۔ اسی کی نماز جنازہ پڑھی جائے البتہ زبرد تو بیخ کے لیے عالم معتزا اور امام جامع مسجد اس کی نماز پڑھے۔ عام مسلمان نماز پڑھ کر دفن کر دیں۔ اگر بدن نماز کے دفن کیا گیا تو سب گنہگار ہوں گے۔

میں روشنی ڈالی ہے اور ان کے ہونہار فرزند مولانا فضل الرحمن درخواستی نے اسے مرتب کر کے انتہائی عمدہ کتابت و طباعت کے ساتھ رنگین آرٹ میچر پر شائع کیا ہے۔ رسالہ کے صفحات ۳۸ ہیں اور جامعہ محضن العلوم خاں پور کے علاوہ البدر جنرل سٹور بازار سید گری گوجرانوالہ سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

### سوانح حیا مولانا غلام رسول

مصنف مولانا عبدالقادر

ناشر فضل بک ڈپو، اردو بازار، گوجرانوالہ

صفحات ۱۸۰ قیمت اٹھارہ روپے

قلہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں ایک بالکال بزرگ مولانا غلام رسولؒ گذرے ہیں جن کا تعلق اہم حدیث کتب کو سے تھا لیکن روایتی انداز سے ہٹ کر وہ معتدل اور صوفی مزاج بزرگ تھے۔ حدیث میں حضرت میاں نذیر حسین دہلوی اور حضرت شاہ عبدالغنی محدث دہلوی کے شاگرد تھے۔ حق گو عالم تھے۔ ۱۸۵۰ء کے جہاد آزادی میں شرکت کے الزام میں گرفتاری اور نظر بندی کے مراحل سے بھی گذرے صاحب نسبت تھے اور ان کی کرامات کا بھی دُور دُور تک شہرہ تھا۔ پنجابی، اردو اور فارسی کے شاعر تھے اور اپنے دور کی مقبول خلائق شخصیات میں سے تھے۔ ان کے فرزند مولانا عبدالقادر نے اپنے والد محترم کے حالات و واقعات کو اس کتابچہ میں جمع کیا ہے۔ اس قسم کے بزرگوں کے حالات زندگی کا مطالعہ اصلاح نفس اور عبرت و نصیحت کے لیے انتہائی مفید ہے۔

### زعیم ملت مولانا ہزارویؒ

مرتب : مولانا محمد سعید الرحمن طلوی

# مسلمانوں کی قوت کا راز = خلافت

تذیب اور فیشن بھی انہی کا اپنا لیا گیا ہے۔ وقار تو ان قوموں کا ہوتا ہے جو اپنے نظریے پر قائم ہوں۔ مسلمان جب تک اپنے مشن پر قائم رہے انہیں دُنیا میں عزت و وقار حاصل تھا مگر اب ہم نے غیروں سے مشورے کر کے خود ان کو اپنا راز داں بنا لیا ہے۔ وہ ہمیں اچھا مشورہ کیسے دے سکتے ہیں؟ وہ تو ہمیشہ ہماری ٹانگ کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غیر اقوام کے ساتھ دلی دوستی قائم نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هَانَتْكُمْ اَوْلَادٌ تَحِبُّوْنَهُمْ۔ اے ایمان والو! تم تو دوسروں سے محبت کرتے ہو وَلَا تَحِبُّوْكُمْ مگر وہ تم سے محبت نہیں کرتے۔ مطلب یہ کہ تم تو عیسائیوں، یودیوں، انگریزوں اور امریکینوں کو اپنا راز دار بنا رہے ہو، ان کو مشیر بنا رکھا ہے۔ ان سے محبت بڑھا رہے ہو مگر وہ تم سے دلی لگاؤ نہیں رکھتے۔ لہذا ان کے ساتھ تمہاری محبت یکطرفہ ہے۔ محبت ہمیشہ جانبین کی طرف سے ہونی چاہیے۔ تالی دو ہاتھ سے بچتی ہے۔ لہذا صرف تمہاری طرف سے یکطرفہ محبت کوئی محبت نہیں وہ تو اللہ، اسکے رسول اور سران پاک کے شدید ترین دشمن ہیں لَنْتَجِدَنَّ اُمَّةً اَنْتَا سِبْ عَدَاوَةٌ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلَّا يَهُودٌ۔ مسلمانوں کے حق میں سب سے زیادہ دشمن یہودی ہیں، اس کے بعد مشرکین اور نصاریٰ کو نمبر آتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ صرف تمہاری طرف سے دوستی اور محبت اہل اسلام کے لیے لازماً نقصان کا باعث ہوگی +

اس وقت دنیا میں پچاس کے قریب اسلامی حکومتیں ہیں مگر کوئی بھی اپنی رائے میں آزاد نہیں ہے سب غیر مسلموں کے دستِ نگر ہیں تمام اہم امور انہی کے مشورے سے انجام پاتے ہیں۔ جب سے خلافتِ ترکی کا خاتمہ ہوا ہے، مسلمانوں کا وقار ختم ہو گیا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے اپنے خطبہ میں لکھا ہے کہ مصر کا ایک انگریز اپنے ملازم سے کہہ رہا تھا کہ ہم تمہارے خلیفہ سے بہت خائف ہیں۔ جب کوئی شکایت خلیفہ کے پیش ہوتی ہے وہ اس کے تدارک کی فوراً کوشش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کفار کو ہزیمت اٹھانا پڑتی ہے اگر خلافت کی طاقت نہ ہوتی تو ہم مسلمانوں کو بہت ذلیل کرتے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب خلافتِ اسلامیہ بالکل کمزور ہو چکی تھی اور جب یہ اپنے عروج پر تھی تو کسی کو مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ اب حالات بالکل بدل چکے ہیں اور مسلمان ہر جگہ غیر مسلموں کے تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اب مسلمان اپنے مشن کو ترک کر چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب دُنیا میں ان کو عزت کا کوئی مقام حاصل نہیں ہے۔ اب وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی بجائے اختیار کے مشوروں کے سہارے پر چل رہے ہیں۔ کوئی معاملہ ہو، سیاسیات ہوں یا اقتصادیات، زراعت ہو یا تجارت ہر چیز میں غیر مسلم دخل ہیں۔ حتیٰ کہ

پندرہ ایل نمبر

کمزوفتہ قلیلہ غلبت فتہ کثیرہ باذن اللہ واللہ مع الصبرین القرآن

۴۹ء کی دستور ساز اسمبلی میں جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے سربراہ

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ

نے دستور اسلامی کی جنگ لڑی اور اللہ رب العزت نے قرارداد مقاصد کی صورت میں عظیم کامیابی سے نوازا جس نے پاکستان کے دستور کی نظریاتی بنیاد ہمیشہ کے لیے طے کر دی  
۳۳ء کی دستور ساز اسمبلی میں جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے قائدین

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق ◉ مفسر اسلام مولانا مفتی محمود ◉ مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی

اور ان کے رفقاء نے اسلامی دستور کی جنگ لڑی اور اللہ رب العزت کے فضل و کرم سے دستور میں اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دلوانے میں کامیاب ہو گئے

اور اب ۱۹۹۰ء میں

سینٹ آف پاکستان میں جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے قائدین

مولانا سمیع الحق ◉ مولانا قاضی عبداللطیف

اور ان کے رفقاء نے شریعت اسلامیہ کی بالادستی کی جنگ لڑی اور اللہ رب العزت ان کے پیش کردہ شریعت بلے کو

نفاذ شریعت ایکٹ ۱۹۹۰ء

کی صورت میں پارلیمنٹ کے ایوان بالا کی متفقہ منظوری کی عظیم کامیابی سے بھنا فربا ہم تاریخ کے اس تسلسل اور کامیابی پر خلود ذوالجلال کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتے ہیں اور شریعت بل کی منظوری کے لیے تعاون کرنیوالی تمام دینی و سیاسی جماعتوں، مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام، اراکین سینٹ اور عامۃ المسلمین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

پنجاب: مرکز شیخہ نورا شائعہ جمعیتہ علماء اسلام پاکستان، رنگ محل لاہور